بسم اللہ الرحمن الرحیم
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار
رضی اللہ عنہم
لاہور
زیر نگرانی
قائد اہل سنت، وکیل صحابہ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت، پاکستان

خدام اہلسنت کی دُعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانیٔ تحریک خدام اہل السنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۴ھ — ۲۶ فروری سن ۷۴ء

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و مہر و محبت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ ۔ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو[1]
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِؐ پاک کی عظمت ۔ محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے ۔
تیری راہ میں ہر اک سنی مسلماں قربان ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری ممنون

---

[1] الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت راشدہ حق چار یارؓ

نظام خلافت راشدہ زندہ باد
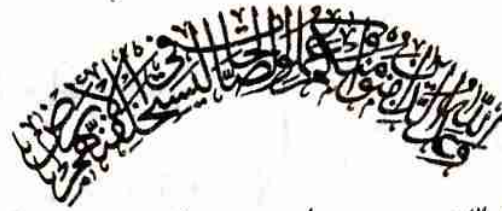
تحریکِ خدّامِ اہلسنّت والجماعۃ پاکستان کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

زیرِ سرپرستی
قائد اہلسنّت وکیل صحابہؓ مظہرِ شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ
بانی وامیر تحریکِ خدّام اہلسنّت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۴۳۴

مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیّب

جلد: ۲ شمارہ: ۷ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ فروری ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ -/۶۰ روپے فی شمارہ -/۶ روپے

سالانہ بدل اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی جہاز رجسٹری

ریاستہائے متحدہ امریکہ	-/۲۲۰ روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ۔	-/۱۸۰ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت	-/۱۵۰ روپے

رابطہ: دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۰۷۶

ناشر: حکیم حافظ محمد طیّب، مطبع افضل شریف پرنٹرز، مقام اشاعت دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ، اچھرہ، لاہور

اس شمارے میں

مضمون	مصنف	صفحہ
گستاخِ صحابہؓ عبدالقیوم علوی اور فیصلۂ عدالت (اداریہ)	مولانا قاضی مظہر حسین	۳
حق چار یارؓ (نظم)	مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین دبیرؒ	۲۵
اشاعتِ اسلام کے لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مالی خدمات	پروفیسر حافظ عبدالمجید	۲۶
حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حضور نذرانۂ عقیدت (نظم)	حافظ لدھیانوی	۳۶
فدایانِ اسلام حضرات صحابہ کرامؓ کی داستانِ خوں چکاں	مولانا محمد عبدالمعبود	۳۷
حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ (نظم)	سرور میواتی	۴۴
صداقت رسالت مآبؐ مقبولیت صحابہ کرامؓ و خلفاء راشدینؓ	مولانا سید اسعد مدنی	۴۵
حق چار یارؓ (نظم)	بیخود رچپوری (بدایونی)	۵۳
امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ (نظم)	بیخود رچپوری (بدایونی)	۵۳
ماہنامہ حق چار یارؓ پڑھنے والے لکھتے ہیں		۵۸
شانِ اصحابِ نبیؐ (نظم)	علیم ناصری	۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اھدنا الصراط المستقیم

گستاخِ صحابہؓ عبدالقیّوم علوی اور فیصلۂ عدالت

مولوی عبدالقیوم علوی کو تحفظِ ناموس صحابہ آرڈیننس دفعہ ۲۹۸ الف کے تحت بتاریخ ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء جناب ملک محمد حفیظ صاحب اسسٹنٹ کمشنر / مجسٹریٹ درجہ اوّل اسلام آباد کی عدالت سے تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی ہے ۔ اس فیصلہ کے خلاف عبدالقیوم نے اپیل دائر کردی ہے اور اب وہ ضمانت پر باہر ہے ۔ اس کیس کا پس منظر یہ ہے کہ مجرم مذکور نے ۱۹۸۴ء میں ایک کتاب "تاریخ نواصب حصہ اوّل" شائع کی تھی جس میں اس نے بعض صحابہ کرامؓ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے خلاف دل کھول کر زہر اگلا تھا ۔ چنانچہ فیصلہ عدالت میں اس کی کتاب کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں ۔ اس کی اس ناپاک جسارت کے خلاف حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب زید مجدہم خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد و صدر جمعیت اہلسنت والجماعت پاکستان نے اپنی ایمانی غیرت کے تقاضا سے تحفظ ناموسِ صحابہ آرڈی ننس کے تحت عدالت میں دعویٰ دائر کردیا تھا جس کے نتیجہ میں عبدالقیوم مذکور کو تین سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ۔ یہ کیس چار پانچ سال چلتا رہا ہے ۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب موصوف نے پوری ہمت اور استقامت سے اس مقدمہ کی پیروی کی ۔ مولانا موصوف بزارہا ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ جنّتی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شرعی عظمتوں کے تحفظ کے لیے اس گستاخ کا بڑی پامردی سے تعاقب کیا ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔

دفعہ ۲۹۸ الف سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے (جبکہ وہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھے) ۱۹۸۰ء میں حسب ذیل آرڈی ننس نافذ کیا تھا ۔ مقدس

شخصیات کے بارے میں ہتک آمیز کلمات وغیرہ کا استعمال :۔ جو کوئی بھی زبانی یا تحریری الفاظ میں یا کسی بھی ذریعہ اظہار سے خواہ براہ راست یا بالواسطہ یا کسی چوٹ یا اشارے یا کنائے سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی (امّ المومنین) یا افراد خاندان (اہل بیت) یا آپ کے راست باز خلفاء (خلفاء راشدین) یا ساتھیوں (صحابہ) میں سے کسی کے مقدس نام کی توہین کرتا ہے وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال ہو سکتی ہے یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔" (بحوالہ "قادیانیوں کے بارے میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ صنا)۔ اس آرڈی ننس کو تحریک خدام اہلسنت نے "صحابہ آرڈی ننس" کے نام سے شائع کیا تھا اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کو مبارکبادی کی قرارداد بھی ارسال کی تھی لیکن افسوس ہے کہ قبل ازیں کسی گستاخ کو اس آرڈی ننس کے تحت سزا نہیں دی گئی۔ ہم جناب ملک محمد حفیظ صاحب مجسٹریٹ موصوف کو مبارک باد دیتے ہیں کہ انہوں نے اس آرڈی ننس کے تحت عبدالقیوم کو سزا دے کر قانونی اور شرعی فریضہ ادا کر دیا۔ یہ سزا تو بہت تھوڑی ہے لیکن آرڈیننس میں چونکہ تین سال بامشقت قید ہی رکھی گئی ہے اس لیے وہ زیادہ سزا نہیں دے سکتے ھیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

فیصلہ عدالت کا مکمل متن — بعدالت جناب ملک محمد حفیظ صاحب اسسٹنٹ کمشنر/مجسٹریٹ درجہ اوّل اسلام آباد سیٹ بنام عبدالقیوم علوی۔ مقدمہ ع ۱۲ مورخہ ۸۵/۲/۱۴ بجرم A-295 - A-298 - ت پ تھانہ آبپارہ۔

حکم: عبدالقیوم علوی ولد غلام حسین۔ قوم اعوان۔ سکنہ پنڈ سنگرال۔ تھانہ گولڑہ شریف اسلام آباد کو پولیس تھانہ آبپارہ نے بجرم A/295 - A/298 ت پ چالان کر کے بغرض سماعت پیش کیا۔ مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مورخہ ۸۵/۲/۱۴ کو مدعی مقدمہ مولانا محمد عبداللہ صدر جمعیت اہل سُنّت و جماعت پاکستان/خطیب مرکزی مسجد سیکٹر G-6 اسلام آباد نے تحریری درخواست تھانہ آبپارہ گذاری کہ کتاب "تاریخ نواصب حصہ اوّل" مصنفہ عبدالقیوم علوی (ملزم) میں بعض صحابہ کرام بزرگ ہستیوں بشمول حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق مصنف نے قابل اعتراض الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کو معاذاللہ ثم معاذاللہ کافر۔ کتے۔ خنزیر کے برابر اور منافق۔ دشمن اسلام۔ ملعون اور دین کے معاملہ میں خصوصاً ناقابلِ اعتبار ثابت کرنے کی ناپاک کوشش

کی ہے جس سے مدعی اور سُنّی اکثریت کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ دوران تفتیش کتاب مذکورہ بالا قبضہ پولیس میں لی گئی۔ گواہاں کے بیانات قلم بند ہوئے۔ ملزم کو گرفتار کیا جا کر بعد تکمیل تفتیش چالان عدالت کیا گیا۔ مورخہ ۸۵/۲/۱۵ کو نقول بیانات گواہان استغاثہ تقسیم ہو کر مورخہ ۸۵/۴/۲۰ کو ملزم پر فرد جرم زیر دفعہ ۲۹۵/A - ۲۹۸/A عائد ہوئی۔ ملزم کے انکار پر شہادت استغاثہ طلب ہو کر قلمبند ہوئی۔ گواہاں استغاثہ ۱ ۲ فرد مقبوضگی کتاب ۱ EXP "تاریخ نواصب حصہ اوّل" ہیں جنہوں نے بابت مقبوضگی کتاب بیان کیا۔ گواہ استغاثہ ۳ مدعی مقدمہ جنہوں نے اپنی رپورٹ ابتدائی EXPB کی تائید کی اور بتایا کہ وہ ان کی قلمی و دستخطی ہے۔ نیز اس نے بتایا کہ اس نے دوران تفتیش کتاب EXP-2 پیش کی اور وہ پولیس نے بذریعہ فرد EXPC قبضہ پولیس میں لی جس پر گواہ نے اپنے دستخط شناخت کیے۔ گواہ نے اپنی شہادت کے دوران بتایا کہ کتاب کے مختلف حصوں میں مصنف نے صحابہ کرام رضی کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں اور ان کو ناصبی کہا ہے جبکہ مصنف نے ناصبیوں کے لیے کتے۔ خنزیر۔ ملعون اور کافر۔ منافق جیسے بُرے القاب سے تعبیر کیا جس سے مدعی کی اور تمام اہلسنّت ساتھیوں (گواہاں) مذہبی کی دلآزاری ہوئی اور ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ گواہ نے اس بارہ میں کتاب کے صفحہ ۱۶ مقام A تا A اور صفحہ ۲۱ مقام B تا B اور صفحہ ۱۵ مقام C تا C کا خاص طور پر ذکر کیا۔ مزید بتایا کہ اس نے ایک مفصل رپورٹ (EXP P - P - ۱۶) ایسے ہی حوالجات پر مبنی تیار کر کے پولیس کو دی جو کہ ان کی اور گواہ عبدالغفور کی دستخطی ہے۔ گواہ نے بتایا کہ وہ اور اس کے ساتھی جن کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی کو صحابی اور کاتب وحی سمجھتے ہیں۔ جرح میں گواہ نے بتایا کہ اس کی دلآزاری مسلمان ہونے کی حیثیت سے اور اہل السنّت والجماعت ہونے کی حیثیت سے اور علماء دیوبند کے ساتھ تعلق کی حیثیت سے ہوئی ہے۔ گواہ استغاثہ ۴ کرامت خان اے ایس آئی محرّر ایف آئی آر ہے۔ گواہ نے بتایا کہ اس نے رسمی رپورٹ ابتدائی EXPB/۱ حسب آمدہ تحریر مدعی EXPP درست طور پر قلم بند کی۔ گواہاں استغاثہ ۵، ۶، ۷ نے بھی متفقہ طور پر بتایا کہ بحیثیت مسلمان اور اہل السنت والجماعت ان کے مذہبی جذبات ملزم کی مصنفہ کتاب تاریخ نواصب (حصہ اوّل) پڑھ کر مجروح ہوئے ہیں۔ چونکہ مصنف نے اپنی کتاب میں صحابہ کرام کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں اور انہیں ناصبی گردانا جس

کی تعبیر مصنف نے کتّے اور خنزیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے کی ہے۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دورانِ شہادت گواہ استغاثہ ع۶ مولانا عبد الغفور۔ ملزم سے ذیل سوالات عدالت نے پوچھے جو کہ مع جوابات ملزم درج ہیں۔

سوال عدالت: کیا آپ نے حضرت معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص کو کافر۔ منافق۔ ظالم وغیرہ کہا ہے؟

جواب: میں نے بالکل یہ کہا ہے اور کتاب میں لکھا ہے۔

سوال عدالت: کیا آپ کی نظر میں ان صحابہؓ کو بُرا بھلا کہنے سے جذبات مجروح نہیں ہوتے؟

جواب: اس سے جذبات مجروح نہیں ہوتے کیونکہ اہل سنّت کے نزدیک یہ ظالم اور بُری شخصیتیں ہیں۔

گواہ استغاثہ ع۸ ریاض احمد ایس آئی تفتیشی افسر مقدمہ ہٰذا ہے۔ گواہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ اس نے دورانِ تفتیش حسب پیش کردہ گواہان کتاب EXP1 و P2۔ تاریخ نواصب بذریعہ فردات EXPA۔ EXPC قبضہ پولیس میں لی۔ نقشہ موقع EXPE مرتب کیا اور کتاب کے قابلِ اعتراض اقتباسات EXP3۔ P14 پیش کردہ گواہان حاصل کر کے شاملِ مسل کیے۔ گواہ نے مزید بتایا کہ ملزم نے صحابہ کرام کی توہین کی ہے اور اہل السنّت والجماعت کے جذبات کو مجروح کیا ہے جس کی وجہ سے ملزم کو گنا ہگار پا کر چالان عدالت کیا۔ اس گواہ پر باوجود موقع دینے ملزم نے جرح نہ کی اور اس مرحلہ پر شہادت استغاثہ کی تکمیل ہوئی۔ شہادتِ استغاثہ کی قلمبندی کے بعد مورخہ ۸۰/۲/۱۹ کو ملزم کا بیان زیر دفعہ ۳۴۲ ض ف قلم بند کیا گیا۔ گواہ نے اپنے بیان میں بتایا کہ کتاب P1، P2 "تاریخ نواصب (حصّہ اوّل)" کا وہ مصنف ہے۔ اس نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ اس نے کسی صحابیٔ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین نہ کی ہے اور نہ ہی کسی سُنّی کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ ملزم نے مزید بتایا کہ وہ اپنے دیگر بیان میں تفصیلات بابت کتب مصنفین اہل سنت والجماعت جنہوں نے اصحابِ رسول کو کافر و منافق وغیرہ لکھا ہو بتائے گا اور یہ بھی بتائے گا کہ اس کے خلاف مقدمہ کیوں بنایا گیا ہے، تاہم ملزم نے بعد ازاں مورخہ ۸۰/۳/۴ کو بیان کیا کہ وہ زیر دفعہ ۳۴۰ صاف بیان نہ دینا چاہتا ہے۔ اس مرحلہ پر بحث فریقین سماعت کی گئی اور مسل کا بغور مطالعہ

کیا گیا۔ دورانِ بحث ہماری توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی گئی کہ دفعہ ۱۹۶ ض ف کے تحت دفعہ A-۲۹۸ ت پ کی سماعت سے پہلے مرکزی یا صوبائی حکومت یا ان کی طرف سے مجاز اتھارٹی کی نالش ضروری تھی جو کہ حاصل نہ کی گئی ہے۔ اس قانونی نکتہ سے ہم اتفاق کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ واقعی سماعت مقدمہ کرنے سے پہلے اس بارہ میں کارروائی کرنی لازمی تھی جو کہ نہ کی گئی ہے۔ ہم اس مرحلہ پر جبکہ مقدمہ ہٰذا سال ۱۹۸۵ء سے زیرِ سماعت ہے۔ اس بارہ میں تحرک کو تقاضائے انصاف کے خلاف اور نامناسب سمجھتے ہیں۔ صفحہ مسل برآمدہ شہادت اور بیان ملزم سے عیاں ہے کہ کتاب "تاریخ نواصب (حصہ اوّل) ملزم ہی کی تصنیف ہے اور ملزم نے اس امر کو خود تسلیم کیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب مذکورہ بالا میں حضرت امیر معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص اور مغیرہؓ بن شعبہ کو کافر۔ منافق۔ ملعون۔ بدکردار۔ فاسق فاجر اور ظالم وغیرہ کہا ہے تاہم یہ موقف اختیار کیا کہ اس کے اور اہلِ سنّت وجماعت کے نزدیک وہ صحابی نہیں ہے۔ شہادت استغاثہ اور تاریخ اسلام پر لکھی گئی مستند کتب کے مطالعہ سے اس امر کے متعلق کوئی شک وشبہ نہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ صحابی رسولؐ اور کاتبِ وحی تھے۔ اسی طرح عمروؓ بن العاص اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی اصحابِ رسولؐ تھے۔ ملزم کے مذکورہ شخصیتوں کو اصحابِ رسولؐ نہ ماننے سے قطعاً تاریخی واقعات و حالات تبدیل نہ ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مذہب اسلام کے لاکھوں پیروکار ان شخصیتوں کو صحابیٔ رسول سمجھتے ہیں اور اس بات کا علم ملزم کو بھی ہے اور ملزم نے جان بوجھ کر ان شخصیتوں کے بارے میں عمداً نازیبا الفاظ استعمال کر کے اہل السنت والجماعت اور دیگر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ بحالاتِ بالا ہم سمجھتے ہیں کہ استغاثہ اپنے مقدمہ کو بدون شک وشبہ ثابت کرنے میں کامیاب رہا ہے نیز یہ کہ نازیبا الفاظ جن کا ذکر اُوپر کیا گیا کو مذکورہ شخصیتوں کے لیے استعمال کرنے کو بھی ملزم ازخود تسلیم کرتا ہے۔ لٰہذا ہم ملزم کو زیرِ دفعہ A-۲۹۸ ت پ تین سال قید بامشقت کی سزا دیتے ہیں، تاہم اس سزا کا اطلاق حسب منشاء زیرِ دفعہ B-۳۸۲ ض ف ہوگا۔ حکم سنایا گیا۔ مسل بعد ترتیب وتکمیل داخل دفتر ہووے۔ (اسسٹنٹ کمشنر، مجسٹریٹ

لکھوایا گیا ———— درجہ اوّل اسلام آباد ۱۵/۱۱/۸۹)

AC/M/C ۱۰-۱۱-۸۹ تصدیق کی جاتی ہے کہ حکم ہٰذا چھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس

کے ہر صفحہ اور ہر درستگی پر ہمارے مختصر دستخط ہیں۔

اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اوّل اسلام آباد ۸۹-۱۱-۱۵

مولوی عبدالقیوم کے اعتقادات

مولوی عبدالقیوم علوی مصنف "تاریخ نواصب" (حصہ اول) نے کتاب کے آخر میں ص۲۶۲ پر اپنے نام کے ساتھ "خادم اہل سنّت" کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ حالانکہ اس نے اس کتاب میں جو نظریات پیش کیے ہیں وہ مذہب اہل السنت والجماعت کے خلاف ہیں۔ غالباً اہل سنّت کے الفاظ اس کے عقیدہ تقیہ پر مبنی ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ انبیائے کرام بلکہ امام الانبیاء حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تقیہ کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

(۱) ابراہیم علیہ السّلام نے تین مقامات پر تقیہ کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض مقامات پر تقیہ کی بعض انواع پر عمل کیا ہے الخ (ص۹۴)

(۲) حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی بنی اسرائیل کی نافرمانی وطغیانی کے سامنے تقیہ کرنا پڑا (ص۹۵)

(۳) حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق لکھا ہے۔ معلوم ہُوا کہ بیعت تقیہ لوگوں کے متغیر روئیے کو دیکھ اور محسوس کرکے کی گئی ہے۔ (ص۹۷)

(۴) مولانا و مولائے کائنات حضرت علی علیہ السّلام نے ایک دوسرے مقام پر تقیہ کو استعمال کیا۔ صفین کے میدان میں جنگ اپنے آخری مرحلوں میں تھی الخ (۹۸)

(۵) امام حسن نے تقیہ کیا۔ بالآخر تقیہ کرکے صلح کرلی۔ (۹۹ - ۱۰۰)

(۶) ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ معلّمہ تقیہ تھیں۔ (ص۱۰۳)

(۷) اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری امّت کو علی العموم اور اصحاب کو علی الخصوص تقیہ کی تعلیم دی۔

(۸) امام شافعی رحمہ اللہ تو تقیہ کی وجہ سے حب اہل بیت کو بھی مخفی رکھتے تھے۔ آخر تنگ آکر کچھ کہنا پڑا۔ (ص۲۶۲)

(۹) امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ربیع کو خفیہ طور پر کہا کہ چار صحابیوں کی شہادت قبول نہیں کی جاتی اور وہ چار معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ اور زیاد ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ

چاروں دوست اپنی بدکرداری اور عداوت اہل بیت علیہم السّلام کی وجہ سے غیر عادل ہیں۔ (ص۲۶۱)

منقولہ عبارتوں سے معلوم ہُوا کہ تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ دل میں جو اعتقاد ہے اس کو مخفی رکھے اور ظاہراً اس کے خلاف کرے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دل میں حب اہل بیت کو چھپائے رکھتے تھے لیکن ظاہراً وہ اس کے خلاف کرتے تھے۔ اگر تقیہ کا یہی مفہوم ہے تو ایسا تقیہ کرنے والے کا مذہب کبھی بھی معلوم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ جو بات یا جو فعل کرے گا اس میں تقیہ کا احتمال رہے گا کہ یہ جو کچھ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے حقیقتاً اس کا مذہب ہے یا اندر اور ہے اور باہر اور۔ اور مولوی عبد القیوم کی اس ساری کتاب کے بارے میں بھی یہی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے یہ تقیہ پر مبنی ہے اور اس کے اندر کا عقیدہ اس کے خلاف ہے۔

اہل تشیع کا تقیہ

مولوی عبد القیوم نے تقیہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے یہ شیعہ مذہب کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ شیعہ ادیب اعظم مولوی ظفر حسن امروہوی لکھتے ہیں ——"ہمارا عقیدہ ہے کہ تقیہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا۔ 'تقیہ میرا اور میرے آبار کا دین ہے'۔ تقیہ وہ سپر ہے جس نے شیعوں کا وجود باقی رکھا ورنہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں یہ کب کے برباد اور نیست و نابود ہو گئے ہوتے"۔ (ص۱۰۱)

امام جعفر صادق کی طرف منسوب تقیہ کی یہ روایت ادیب اعظم مذکور کی کتاب شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم باب ۹۷۔ تقیہ ص۲۴۳ پر بھی منقول ہے۔

دین چھپانے میں عزّت ہے اور ظاہر کرنے میں ذلّت

فرمایا ابو عبد اللہ (یعنی امام جعفر صادق) نے اے سلیمان تم اس دین پر ہو کہ جس نے چھپایا خدا نے اسے عزّت دی اور جس نے ظاہر کیا اللہ نے اسے ذلیل کیا"۔

(ایضاً شافی ترجمہ اصول کافی جلد دوم۔ کتاب الایمان والکفر ص۲۴۵)

ائمہ نے تقیہ کیا (خمینی)

ایران کے انقلابی رہنما خمینی نے بھی لکھا ہے کہ۔ بہر حال نشر علوم اسلام و احکام عادل فقہاء کا کام ہے تاکہ واقعی احکام کو غلط احکام سے اور ائمہ علیہم السّلام کی تقیہ والی روایات کو دوسری روایات سے تمیز دیں۔ چونکہ ہمارے ائمہ علیہم السّلام اکثر و بیشتر مواقع میں ایسے حالات کے ساتھ دوچار تھے کہ وہ حکم واقعی بیان نہیں

کر پاتے تھے اور ظالم و جابر حاکموں کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے اور انتہائی تقیہ اور خوف کی زندگی بسر فرما رہے تھے اور ان کا خوف مذہب کے لیے تھا نہ کہ اپنی ذوات کے لیے کیونکہ بعض مواقع پر اگر تقیہ نہ کیا جاتا تو خلفائے جور مذہب کی بیخ کنی کرتے۔" (حکومت اسلامی ص۱۴۳)

(۲) اور کبھی حالات ایسے ہوتے کہ امام حقائق کو بیان نہ کر پاتے اور ایک مطلب بیان کرتے اور اس کے بعد اس کے مخالف حکم صادر فرماتے۔ لہٰذا باب تقیہ پیش آیا اور وہ روایات جو اہل بیت سے صادر ہوئی ہیں بہت سی دو پہلو رکھتی ہیں اور ایک دوسرے سے معارض نظر آتی ہیں۔" (ایضاً ص۱۴۶)

تبصرہ جب بانی انقلاب ایران خمینی صاحب نے واضح طور پر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ ائمہ اہل بیت تقیہ کرتے تھے اور خوف کی وجہ سے مختلف احکام صادر کرتے تھے جو ایک دوسرے کے خلاف ہوتے تھے تو پھر شیعہ مذہب اور اس کی روایات سے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ ان ائمہ کا اصل عقیدہ اور عمل کیا تھا۔

رسولِ خدا بھی تبلیغ امامت سے ڈرتے تھے (خمینی) ائمہ تو ائمہ ہیں یہی خمینی امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آیت۔ یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك فان لم تفعل فما بلغت رسالته واللّٰه یعصمك من النّاس" کے تحت لکھتے ہیں: ازیں آیت بواسطۂ این قرائن و نقل احادیث کثیرہ معلوم شود کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتہ اگر کسے رجوع بتواریخ و اخبار کند فہمد کہ ترس پیغمبر بجا بودہ الخ (کشف اسرار ص۱۶۵)

(ان قرائن اور احادیث کثیرہ کی بنا پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (حضرت علیؓ کی) امامت کی تبلیغ (و اعلان) میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور اگر کوئی شخص تاریخی کتب اور روایات کا مطالعہ کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ پیغمبر کا خوف بجا تھا الخ)

یہ ہے خمینی صاحب کے نزدیک شانِ رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کہ جو رسول اعظم مکہ میں تبلیغ توحید خداوندی سے نہیں ڈرے (حالانکہ آپ شروع میں تنہا تھے اور قریش مکہ شرک و بت پرستی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے آپ کے دشمن بن گئے تھے) وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امام ہونے کے اعلان سے کیونکر ڈر رہے تھے حالانکہ آپؐ نے سارے عرب کو فتح کر لیا تھا بیت اللہ

بت پرستی سے پاک ہوگیا تھا اور ہزارہا مجاہدین صحابہؓ آپؐ کے ساتھ تھے اور اذا جاء نصراللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی بشارتِ خداوندی آپ کو مل چکی تھی اور شاہانِ روم وایران بھی آپ کی فتح عظیم کی وجہ سے لرزہ براندام تھے۔ اگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی تبلیغ امر خداوندی سے خوف رکھتے تھے تو اور کون مائی کا لال ہے جو امر حق کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرسکے۔ رسالت کے متعلق اس قسم کے نظریات میں کتنے فتنے پنہاں ہیں العیاذ باللہ۔

ائمہ کا مقام

یہی خمینی صاحب لکھتے ہیں۔ "وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاماً لایبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" (الحکومت الاسلامیہ ص۵۲): اور ہمارے مذہب (اثنا عشری) کے ضروری عقائد میں سے یہ ہے کہ ہمارے ائمہ (یعنی بارہ امام) کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس کو کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

تبصرہ

یہاں تو خمینی صاحب بارہ اماموں کا مرتبہ انبیاء ورسل اور ملائکہ مقربین سے بڑھا رہے ہیں اور دوسری جگہ ان ائمہ کی کمزوری یہاں تک بتلاتے ہیں کہ وہ اہل حکومت کے خوف سے کوئی مسئلہ صحیح نہیں بتلاتے تھے اور تقیہ پر عمل کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ان کی عبارت نقل کی جاچکی ہے تو ائمہ کے متعلق ان دونوں متضاد نظریات میں سے کس نظریے کو کوئی شیعہ اختیار کرے۔ شاید خمینی صاحب نے بھی ائمہ کا مقام بیان کرنے میں تقیہ سے کام لیا ہو۔ نہ پائے ماندن نہ پائے رفتن والا معاملہ ہے۔

ہفت روزہ رضاکار اور ابوالاعلیٰ مودودی

مارشل لاء آرڈی ننس ۲۹۸۔ الف پہلے نقل کیا جاچکا ہے جس کے تحت مولوی عبدالقیوم علوی کو تین سال کی قید بامشقت سنائی گئی ہے۔ چونکہ شیعہ کھلم کھلا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد رکھتے ہیں۔ اس لیے شیعوں پر دفعہ الف۔۲۹۸ عائد ہوتی تھی۔ اپنی جارحیت کو چھپانے کے لیے انہوں نے مودودی صاحب کا سہارا لیا ہے۔ چنانچہ شیعہ ہفت روزہ رضاکار لاہور نے اپنے اداریہ میں بعنوان "کچھ تین آرڈی ننسوں کے متعلق" لکھا ہے کہ: گذشتہ شمارہ میں ہم نے حکومت کے منظور کردہ تین آرڈیننسوں کے متعلق شائع کیا تھا۔ ان میں پہلا آرڈی ننس تو زکوٰۃ و عشر کے متعلق ہے۔ دوسرے آرڈی ننس میں ہر فرقہ کے لیے پرسنل لاء کو آئینی تحفظ دیا گیا ہے اور تیسرے

آرڈی ننس میں خلفائے راشدین ۔ اہل بیت اور صحابہ کرام کے تقدس کو برقرار رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے .... ہاں شیعہ صحابہ کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے اور بوقتِ ضرورت ان پر بحوالہ قرآن وحدیث اور تاریخ ان پر تنقید کرتے ہیں .... ملحوظ رہے کہ برادرانِ اہل سنّت کے نزدیک بھی صحابہ کرام تنقید سے بالاتر نہیں ہیں ۔ چنانچہ موجودہ دَور کے جدید سنّی عالم مولانا مودودی مرحوم نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" میں جا بجا صحابہؓ پر تنقید فرمائی ہے اور یہ کتاب آج بھی کھلے بندوں بازار میں فروخت ہو رہی ہے ۔" ("رضاکار" ۸/۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ مطابق ۲۸ ذیقعدہ/۶ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ)

"رضا کار" والے تو مودودی صاحب کو سنّی جدید علماء میں شمار کر رہے ہیں لیکن ہم ان کو ایسا تسلیم نہیں کرتے ۔ مودودی صاحب تو سُنّی اور اہلسنّت کی اصطلاح کو ہی ناقص قرار دیتے ہیں اور اس شخص کو خالص مسلمان مانتے ہیں جو سنّی یا شیعہ لیبل کو اُتار کر پھینک دے ۔ چنانچہ انہوں نے ایک سائل کے جواب میں لکھا ہے :

"دستور جماعتِ اسلامی کے پورے مطالبات کو تسلیم کر لینے اور ان پر عمل پیرا ہو جانے کے بعد کوئی شخص شیعہ رہ ہی کہاں سکتا ہے ۔ وہ تو پھر ویسا ہی خالص مسلمان ہوگا جیسے اس دستور کو تسلیم کرنے والے دوسرے اراکین ہیں اور یہ کچھ شیعوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے ۔ جو شخص بھی اس عقیدے کو ٹھیک ٹھاک سمجھ کر قبول کرے جس کی تشریح ہمارے دستور میں کی گئی ہے اس کے اوپر سے تمام فرقی لیبل آپ سے آپ اتر جاتے ہیں اور وہ نِرا مسلمان رہ جاتا ہے ۔"

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۴۵ء ص ۲۷۸)

مودودی صاحب کی مذکورہ عبارت میں نے "مودودی صاحب کے نام کھلی چٹھی" صفحہ ۹ پر بھی نقل کر دی ہے اور ان سے سوال کیا ہے کہ "فرمائیے ! اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اہل السنّت والجماعت مسلمان ہوں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس اسلام کو مانتا ہے جو نبی کریم رحمۃ للعالمین خاتم النبیّین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت جامعہ اور حضور کی جماعت مقدسہ (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ثابت ہے تو اس میں کونسی مذموم فرقہ واریت پائی جاتی ہے اور اہل السنّت والجماعت ہونے کا عظیم ایمانی لیبل کیوں آپ کے نزدیک محل اعتراض ہے جس کو آپ اپنا رازدار بنانے کے بعد اُتروانا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے

امت کے مذہبی افتراق وانتشار میں جو مابہ الامتیاز نشان جنتی ہونے کا تبلایا ہے وہ مَا اَنَا علیہ واصحابی کا ہے۔ یعنی حضورؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے وہ لوگ جنت میں جائیں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے اور اہل السنت والجماعت کی اصطلاح اسی ارشادِ نبوی سے ماخوذ ہے۔ فرمائیے اس پر آپ کو شرعاً کیا اعتراض ہے۔ اہل السنت والجماعت کا ہونا تو تفرقوں کو مٹا کر ایک شاہراہِ جنت پر چلنے اور چلانے کا نام ہے اور یہی سوادِ اعظم کا مسلک ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ بھی ہے وہ مذموم اور قبیح فرقہ داریت ہے اور آپ نے خود اس حقیقت کو بعنوان "سوادِ اعظم کی حالت" اس طرح واضح کیا ہے کہ: ان متحارب اور متشدد گروہوں کے درمیان (یعنی شیعہ۔ خوارج اور معتزلہ وغیرہ جن کا ذکر آپ نے پہلے کر دیا ہے) مسلمانوں کا سوادِ اعظم اپنے خیالات میں اپنی نظریات اور اصولوں پر قائم تھا جو خلفائے راشدین کے زمانہ سے مسلّم چلے آرہے تھے اور جنہیں جمہور صحابہ و تابعین اور عامہ مسلمین ابتدا سے اسلامی اصول و نظریات سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی بمشکل ۸۔۱۰ فی صد آبادی اس تفرقہ سے متاثر ہوتی تھی باقی سب لوگ مسلک جمہوری پر قائم تھے۔

(خلافت وملوکیت طبع اوّل ص۲۲۰)

(۲) مودودی صاحب کی مذکورہ زیر بحث ترجمان القرآن کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کے نزدیک خالص مسلمان صرف وہی ہے جو ان کے دستورِ جماعت کو اس کی تشریح کے ساتھ مان لے ورنہ کوئی کتنا ہی متقی اور مخلص مسلمان ہو اس کے بغیر وہ ناقص مسلمان ہی رہتا ہے۔ تو مودودی دستورِ جماعت بھی گویا کہ امتِ مسلمہ کے لیے معیارِ حق بن گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیعہ تنقید کا نمونہ | لفظ تو تنقید کا ہے لیکن اس کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے۔ بطورِ نمونہ شیعہ مصنفین کی بعض عبارات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودھا لکھتے ہیں

دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادرانِ اسلامی میں اس سلسلے میں جو کچھ نزاع ہے وہ حضرات اصحاب ثلثہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ) کے بارے میں ہے۔ اہل سُنّت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب اور امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں۔"

(تجلیات صداقت طبع اوّل ص۲۰۱ ناشر انجمن حیدری چکوال طبع دوم ص۲۱۶
ناشر مکتبۃ السبطین، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا)

(۲) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہی مجتہد لکھتے ہیں،

"باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہے۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے مگر اس سے ان کا مومنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور۔"

(ایضاً تجلیات طبع اوّل ص۴۷۰ طبع دوم ص۵۵۷)

(۳) پاکستان کے ایک اور شیعہ مفسّر مولوی حسین بخش جاڑا مصنف تفسیر انوار النجف نے ایک فرضی مناظرہ بغداد کی روئداد میں لکھا ہے

بیشک شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگ (ثلثہ) دل و جان سے مؤمن نہیں تھے۔ البتہ ظاہراً زبانی طور پر وہ اسلام کا اظہار کرتے تھے۔

(۴) شیعہ مصنّف مولوی غلام حسین نجفی نے لکھا ہے کہ۔ جناب عمر شراب ہونے کے بعد بھی شراب پیتے رہے۔ (سہم مسموم ص۴۳۰)

(۵) جناب عمر کا موجودہ قرآن پر ایمان نہ تھا۔ (ایضاً ص۴۲۹)

(۶) جناب عمر جہنّم کا تالا ہے۔ (اور بہتر تو یہ تھا کہ جہنّم کا گیٹ ہوتا) (ایضاً ص۴۳۰)

(۷) یہی غلام نجفی لکھتا ہے۔ جناب ابوبکرؓ اور مرزا صاحب (یعنی قادیانی دجال) میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کو دنیا نے منصبِ امامت دیا ہے۔ اگر بندوں کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو مانو۔ فرق کرنا بے انصافی ہے اور ہم اہلِ تشیع نے دونوں کو ٹھکرا دیا ہے۔ (جاگیر فدک ص۵۰۹)

(۸) یہی نجفی مصنّف لکھتا ہے۔ مکّہ کی زلیخا بی بی عائشہ میں کیا رکھا تھا کہ حضور پاک نے اپنی ہم عمر بیویوں کے ہوتے ہوئے یا دوسری جوان عورتوں کے ملنے کے باوجود چھ سالہ ننھی اماں بی سے اپنے پچاس برس کے سن میں شادی رچائی۔ (حقیقت فقہ حنفیہ ص۶۴)

(۹) ایک خواب کی روایت پیش کرتے ہوئے یہی مصنّف لکھتا ہے۔ بی بی عائشہ کوئی امریکن میم یا یورپین لونڈی تو نہیں تھی کہ بہت دُور رہتی تھی اور اس کے رشتہ کی خاطر اس کا فوٹو دکھانا پڑا۔

(ایضاً ص۶۴)

خلفائے ثلثہ اپنے جھنڈوں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے (شیعہ ترجمہ قرآن)

پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۰۶ - یَوۡمَ

تَبۡیَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ (جس دن بعض چہرے سفید و نورانی ہوں گے اور کچھ منہ کالے ہوں گے) اس آیت کی تفسیر میں مشہور شیعہ مفسّر مولوی مقبول احمد دہلوی نے لکھا ہے کہ: تفسیر قمی میں حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امّت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی۔ ان میں سے چار کے تحت تو بھوکے پیاسے جہنم میں بھیج دیے جائیں گے اور پانچویں (یعنی حضرت علی) کے سیر و سیراب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ (پوری حدیث ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں

سورۃ آل عمران رکوع (۱) مولوی مقبول احمد دہلوی کا ضمیمہ قرآن علیحدہ کتابی شکل میں چھپا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۸ پر مذکورہ روایت کے تحت لکھا ہے کہ: ان پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس امت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا۔ اس میں آنحضرت فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کروں گا۔ تم نے میرے بعد ان دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (یعنی کتابِ خدا) بس تو ہم نے تحریف کی اور اسے پس پشت ڈال دیا اور رہا ثقل اصغر (یعنی اہل بیتِ رسول) ان سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرت فرماتے ہیں میں ان سے یہ کہوں گا کہ تمہارے منہ کالے ہوں۔ تم جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئے گا اور میں ان سے سوال کروں گا ——— تو میں ان سے کہوں گا کہ تمہارا بھی منہ کالا ہو۔ تم بھی جہنم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس امت کے سامری (عثمان) کا آئے گا۔ ان سے بھی وہی سوال کروں گا ——— تو میں ان سے کہوں گا تمہارا بھی منہ کالا ہو جہنم میں پیاسے چلے جاؤ الخ۔ ملحوظ رہے کہ مولوی مقبول احمد دہلوی کے اس ترجمہ اور تفسیر پر اس وقت کے بڑے بڑے شیعہ مجتہدین کی تصدیقات درج ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین (امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ) کے بارے میں اس عقیدے پر علماء امامیہ کا اجماع ہے کہ العیاذ باللہ وہ جہنمی ہیں اور انہوں نے قرآن میں تحریف کر دی تھی۔ اس روایت

سے یہ بھی واضح ہُوا کہ شیعوں کے نزدیک قرآن محرّف ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے اس میں تبدیلی کر دی ہے۔ پاکستان کے موجودہ شیعہ علماء و مجتہدین بھی تحریفِ قرآن کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو میرا کتابچہ "سنی شیعہ متفقہ ترجمہ قرآن کا عظیم فتنہ"۔ یہاں بخوفِ طوالت وہ عبارتیں درج نہیں کی گئیں۔

(۲) یہی روایت شیعہ معتبر مولوی امداد حسین کاظمی نے بھی اپنے ترجمہ قرآن تفسیر المتقین میں درج کی ہے لیکن انہوں نے توسین میں خلفائے ثلثہ کے نام نہیں لکھے۔ المتقین کا اشتہار عموماً شیعہ رسائل میں شائع ہوتا رہتا ہے۔

سنی شیعہ اتحاد کیسے؟

عام طور پر شیعہ اتحاد المسلمین کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں اور اہلِ سنت والجماعت کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں اور ایران کے خمینی نے تو سنی شیعہ اتحاد کو اپنا خاص مشن قرار دیا تھا۔ لیکن کیا اہلِ عقل و انصاف شیعہ مصنفین کی مذکورہ عبارتوں کے مطالعہ کے بعد خود ہی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ کیا اہل السنت و اہلِ تشیع کا اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ شیعوں نے اتحاد کے لیے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ گنجائش بھی نہیں چھوڑی۔ شیعہ تحریفِ قرآن کے بھی قائل ہوں اور پہلے تین خلفائے راشدینؓ کو اور ان کی خلافت راشدہ ماننے والوں کو بھی غیر مؤمن اور منافق قرار دیتے رہیں، ان کا کلمہ اور ان کی اذان بھی امتِ مسلمہ سے جدا ہو اور پھر کسی غیرت مند سُنی سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ان سے اتحاد کرے گا!
ایں خیال است و محال است و جنوں۔ یہاں تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ

پروفیسر طاہر قادری کی سیاست

پروفیسر طاہر القادری صاحب نے پہلے "ادارہ منہاج القرآن" بنایا پھر سیاسی میدان میں اُترے تو "پاکستان عوامی تحریک" کے نام سے ایک جماعت بنائی جس میں نہ اسلام کا لفظ ہے نہ قرآن کا۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد محض دنیوی سیاست کا کھیل ہے نہ کہ کسی دینی بنیاد پر کسی جماعت کو منظم کرنا۔ اس جماعت میں گویا کہ ہر مذہب اور ہر فکر کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں خواہ وہ قرآن اور اسلام ہی کے سرے سے منکر ہوں۔ اب انہوں نے ائیر مارشل اصغر خان کی تحریکِ استقلال اور مولوی ساجد نقوی کی

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ساتھ اشتراک کر لیا ہے ۔ چنانچہ اخبارات میں ان تینوں لیڈروں کی مشترکہ پریس کانفرنس کی تفصیل شائع ہو چکی ہے ۔ پروفیسر طاہر القادری کے متعلق لکھا ہے کہ : پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ نے اپنے بیان میں کہا کہ پاکستان کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا معرکہ ہے کہ تین بڑی جماعتوں کا اشتراک سامنے آیا ہے ۔ ان کے مطابق ہم ملک میں قرآن و سُنّت کی مکمل حکمرانی نافذ کریں گے ۔ ان کے مطابق چونکہ اس وقت ملک میں مکمل اسلامی قوانین نافذ نہیں ہیں ہم پاکستان کو کسی ایک حنفی مذہب کی مملکت نہیں بنائیں گے بلکہ اس میں سب مکاتبِ فکر کی رائے شامل ہو گی ۔ ان کے مطابق اس وقت پبلک اور پرسنل لا میں ۸۰ فی صد سے زائد مشترک نکات ہیں ۔ چند اختلافات پرسنل لا میں ہیں اور ان میں بھی اختلافات دو سے تین فی صد سے زائد نہیں ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہم پبلک لاء اور پرسنل لا کی ڈویژن نہیں کر رہے اس لیے کہ ہمارے ملک میں صرف سُنّی ہی نہیں اہلِ تشیع اور اہلِ حدیث بھی رہتے ہیں ۔ اس حوالے سے ہم فقہ جعفریہ کو بھی قرآن و سُنّت کے مطابق تمام آزادی اور حقوق دیں گے ۔ ان کے مطابق ہم پاکستان میں قرآن و سُنّت کے مطابق فقہ حنفی کے نفاذ کے حامی ہیں ، تاہم کچھ نکات فقہ جعفریہ پر نافذ نہیں ہوں گے کیونکہ اسلام عددی اقلیت کو بھی بڑی اہمیت دیتا ہے الخ ۔ پریس کانفرنس میں اس ۱۹ نکاتی پروگرام کا بھی اعلان کیا گیا ہے جس پر یہ تینوں پارٹیاں متفق ہیں ۔ ان نکات میں نمبر (۱) یہ ہے کہ : ملک میں قرآن و سنّت کی مکمل حکمرانی (۲) ہر سطح پر سامراجی تسلّط کا خاتمہ الخ ۔

تبصرہ ہمیں دوسرے نکات سے بحث کی یہاں ضرورت نہیں ہے ۔ ہمارا سوال پروفیسر طاہر القادری سے یہ ہے کہ کیا آپ قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین (امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدّیق ، حضرت عمر فاروق ، حضرت عثمان ذوالنّورین اور حضرت علی المرتضیٰ) کے نظامِ حکومت کو صحیح معیاری نظامِ حکومت تسلیم کرتے ہیں ؟ اگر نہیں تسلیم کرتے تو آپ کا عقیدہ جمہور اہل سُنّت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے اور اگر آپ تسلیم کرتے ہیں تو پھر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ساتھ اشتراک ناجائز ہے کیونکہ شیعہ عقیدہ کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے تین خلفائے راشدینؓ کی حکومتیں برحق نہیں تھیں اور العیاذ باللہ وہ خلفاء حضرت علی المرتضیٰؓ کے حق خلافت کے غاصب تھے ، انہوں نے اہلِ بیت پر مظالم کیے اور یہی وجہ ہے کہ عقیدہ امامت کی بنا پر شیعہ خلفائے ثلٰثہ کو مؤمن بھی نہیں

تسلیم کرتے کیونکہ ان کے ہاں امامت نبوّت سے بالاتر مرتبہ ہے جیساکہ شیعہ رئیس المجتہدین باقر مجلسی نے حیات القلوب میں تصریح کی ہے کہ : امامت بالاتر از پیغمبری است ۔

(حیات القلوب جلد سوم ص۲ مطبوعہ طہران ۱۳۸۸ھ)

امامت شیعہ اثنا عشریہ کے نزدیک توحید و رسالت اور قیامت کی طرح اصولِ دین میں سے ہے اور جس طرح توحید و رسالت اور قیامت کا منکر کافر ہے اسی طرح ان کے نزدیک امامت کا منکر بھی کافر ہے ۔ اسی عقیدۂ امامت کی بنا پر باقر مجلسی نے جلاء العیون وغیرہ تصانیف میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو کافر قرار دیا ہے ۔ العیاذ باللہ ۔ اور اسی بنا پر پاکستان میں شیعہ مصنفین خلفائے ثلثہ کو اور امہات المومنین میں سے خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہؓ کو غیر مومن اور منافق قرار دیتے ہیں ۔ جیساکہ گذشتہ صفحات میں پاکستان کے شیعہ مصنفین کی تصریحات بطور نمونہ نقل کر دی گئی ہیں ۔ وہ خلفائے ثلثہ کو العیاذ باللہ قرآن میں تحریف کرنے والا ، اہلِ بیتؓ پر ظلم کرنے والا قرار دے کر جہنمی تسلیم کرتے ہیں جیساکہ مولوی مقبول دہلوی کے ضمیمہ قرآن کی عبارت پہلے پیش کی جاچکی ، یہ بھی ملحوظ رہے کہ دورِ حاضر کے شیعہ از روئے تقیہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلفائے ثلثہ کو مسلمان مانتے ہیں حالانکہ ان کے مزعومہ عقیدہ امامت کا منکر مثل منکر توحید و رسالت کے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے ۔ ان شیعہ عقائد کے باوجود قادری صاحب نے کس اسلامی بنیاد پر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو قرآن و سنت کے نظام حکومت کے لیے اپنے ساتھ ملایا ہے ۔ ان کا تو کلمۂ ایمان ہی ساری امّت کے اجماعی کلمۂ اسلام و ایمان سے علیحدہ ہے جس میں وہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل کا اعلان کر کے خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کی علی الاعلان نفی کرتے ہیں ۔ ان کا عقیدۂ امامت عقیدہ ختم نبوت کے بھی منافی ہے ۔ پروفیسر صاحب موصوف شیعہ فرقہ امامیہ کے ساتھ اشتراک کر کے کس قرآن اور کس سنّت کا نظام جاری کریں گے جبکہ قرآن اور سنّت کے بارے میں ان کا عقیدہ اہل السنت والجماعت کے خلاف ہے ۔ ایسا لگتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری صاحب کو شیعیت سے کچھ پہلے سے ہی مناسبت ہے ۔

طاہر القادری اور شیعہ

ادارہ منہاج القرآن کے متعلق وہ پہلے یہ بیان دے چکے ہیں کہ : "ہمارے ممبران میں دیوبندی ، اہلِ حدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے ۔" (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

موت خمینی پر تعزیتی تقریر | پروفیسر صاحب موصوف نے خمینی کی موت پر ایک تعزیتی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"آیت اللہ خمینی نے حضرت علیؓ کی سی زندگی گزاری اور حضرت امام حسینؓ کی طرح دُنیا سے رخصت ہوئے۔ امام خمینی خود تو زمین کے پیٹ میں چلے گئے مگر زمین کی پیٹھ پر چلنے والے لاکھوں انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھا گئے۔"

اِن خیالات کا اظہار انہوں نے گذشتہ روز امام خمینی کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور ایڈیشن ۸ جون ۱۹۸۹ء۔ ہفت روزہ "شیعہ" لاہور۔ ۱۶ جون ۱۹۸۹ء)۔

حالانکہ خمینی صاحب کی صحابہ دشمنی ان کی کتاب "کشف اسرار" اور "الحکومت الاسلامیہ" سے پوری طرح عیاں ہے۔ تفصیلات کے لیے مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید فیضہم کی تحقیقی کتاب "ایرانی انقلاب" قابلِ مطالعہ ہے۔ خمینی کے بعض عقائد بندہ نے اپنی کتاب "میاں طفیل محمد کی دعوتِ اتحاد کا جائزہ" میں درج کر دیے ہیں اور انشاء اللہ خمینی کے "وصیت نامہ" کے بعض اقتباسات ماہنامہ "حق چار یارؓ" کے آئندہ شمارہ میں "موت الخمینی" قسط دوم میں بھی درج کر دیے جائیں گے۔ بہرحال ایران کے خمینی صاحب کے متعلق اپنی تعزیتی تقریر میں قادری صاحب موصوف نے جو کچھ فرمایا اس سے ان کے دینی مسلک کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ طریقت میں سلاسل اربعہ (چشتی۔ قادری۔ نقشبندی۔ سہروردی) میں سے وہ قادری سلسلہ کے ساتھ اپنے کو منسوب کرتے ہیں حالانکہ امام طریقت حضرت سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں شیعیت اور اس کے متعدد فرقوں کے مفصّل حالات لکھ دیے ہیں اور واضح طور پر اہل السنّت والجماعت کو "ناجی فرقہ" قرار دیا ہے اور جماعت صحابہ اور خلفائے راشدین کے مناقب و فضائل بیان فرما دیے ہیں لیکن پروفیسر صاحب موصوف کا عقیدہ اور عمل حضرت جیلانی قدس سرہٗ کے خلاف ہے۔ طاہر القادری صاحب اپنے آپ کو مجتہدین کی صف میں بھی شامل کرتے ہیں اور انہوں نے اہل السنّت والجماعت کے اجماع کے خلاف عورت کی دیت کے مسئلہ میں فتنہ انگیز بیان دیا تھا جس کی وجہ سے ان کے ہم مسلک بعض بریلوی علماء بھی ان کے سخت مخالف ہو گئے تھے اور اب تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے اشتراک کر کے انہوں نے

اپنا راستہ جدا کر لیا ہے

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا   واللہ الہادی

صحابہ آرڈیننس اور مودودی

گستاخ صحابہ مولوی عبدالقیوم علوی کی کتاب "تاریخ نواصب" حصہ اوّل کی بنا پر صحابہ آرڈیننس دفعہ ۲۹۸ - الف کے تحت اس کو تین سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی ہے ۔ عبدالقیوم نے جو کچھ لکھا ہے وہ رافضیت ہی کی ایک شکل ہے ۔ ان غالیانہ عقائد کی جڑ ایک تنقیدی فتنہ ہے ۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہاء اور سارے فتنے اس کی لپیٹ میں ہیں ۔ مودودی صاحب کی کتابوں میں جس طرح صحابہ کرامؓ پر تنقید کی گئی ہے وہ بھی صحابہ آرڈیننس کی زد میں آتے ہیں لیکن لفظ تنقید کو مودودی صاحب اپنے لیے ڈھال بناتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم صحابہ کرامؓ کی توہین نہیں کرتے بلکہ تنقید کرتے ہیں اور صحابہؓ پر تنقید کرنا ہمارا مذہبی حق ہے کیونکہ صحابہؓ نہ معیارِ حق ہیں نہ ہماری تنقید سے بالاتر شخصیتیں ہیں اور اس تنقیدی حق کو مودودی صاحب نے محض انفرادی حیثیت سے اختیار نہیں کیا بلکہ مودودی جماعت اسلامی کے دستور میں اس تنقیدی حق کو بطور ایک اسلامی عقیدہ کے شامل کر لیا گیا ہے ۔

دستور جماعت اسلامی اور تنقید

دستور جماعت اسلامی کی دفعہ ۳ کے دوسرے جز محمد رسول اللہ ہیں نمبر ۶ کے تحت یہ لکھا گیا ہے کہ: رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے ۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو ۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے ۔ (دستور جماعت اسلامی طبع ہفتم ص ۱۴)

مودودی جماعتِ اسلامی کے ہر رکن کے لیے دستور جماعت کو اسی تشریح کے ساتھ بطورِ عقیدہ کے ماننا لازمی ہے ۔ چنانچہ دفعہ ۶ کے تحت لکھا ہے کہ:

ہر عاقل و بالغ شخص (خواہ وہ عورت ہو یا مرد اور خواہ وہ کسی ذات، برادری یا نسل سے تعلق رکھتا ہو) اس جماعت کا رکن بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ (ا) جماعت کے عقیدے کو اس کی تشریح کے ساتھ سمجھ لینے کے بعد شہادت دے کہ یہی اس کا عقیدہ ہے !!

(دستور ص ۱۷)

اور فارم رکنیت میں بھی یہی لکھا ہے کہ:

میں اللہ رب العالمین کو گواہ کر کے اقرار کرتا ہوں کہ (۱) میں نے جماعت اسلامی پاکستان کے عقیدہ کو اس تشریح کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لیا ہے جو دستور جماعت اسلامی پاکستان کی دفعہ ۳ میں مذکور ہے الخ (ایضاً دستور ص۱۰۳ طبع ہفتم اکتوبر ۱۹۷۸ء)

مودودی دستور کی مذکورہ دفعہ ۳ نمبر ۶ کا عقیدہ مسلمانان اہل السنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ بھی مابعد کی امت کے لیے معیارِ حق اور تنقید سے بالاتر ہیں۔ تنقید کا معنی کسی چیز کو پرکھنا ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ ہمارے پرکھنے کے محتاج نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خود پرکھ کر اپنی رضامندی اور جنتی ہونے کی سند عطا فرمادی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے معیارِ حق ہونے کے لیے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی کتاب "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ علاوہ ازیں مودودیت کو سمجھنے کے لیے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کی کتاب "علمائے حق کے مودودیت سے ناراضگی کے اسباب" اور فخر المحدثین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری ثم المدنی قدس سرہٗ کی کتاب "فتنۂ مودودیت" کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ بندہ کی کتاب "مودودی مذہب" اور "علمی محاسبہ بجواب علمی جائزہ" بھی ان شاء اللہ مودودی فتنہ کو سمجھنے کے لیے مفید ہے۔ واللہ الہادی۔

دستور جماعت کی دفعہ ۳ نمبر ۶ کو مودودی صاحب نے جس طرح استعمال کیا ہے اس کی جھلکیاں ان کی کتاب "خلافت وملوکیت" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ لبطور نمونہ حسب ذیل عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور مودودی

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔ آپ اصحاب بدر میں حسب ارشاد نبوی شامل ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنگ بدر کے ایام میں اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ چھوڑ آئے تھے اور آپ کو پھر دوسرے بدری صحابہؓ کی طرح مال غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ بیعت رضوان والوں میں شامل ہیں بلکہ آپ کی شہادت کی اطلاع کی بنا پر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے جنگ کرنے کے لیے حدیبیہ میں چودہ سو صحابہ کرامؓ

سے بیعت لی تھی جس کو حق تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کی بشارت دی تھی اور غائبانہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بھی اس بیعت میں شامل فرمالیا تھا۔ حضرت عثمانؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور قرآن کے موعودہ چار خلفائے راشدین میں سے تیسرے خلیفہ راشد ہیں لیکن ان مخصوص فضائل و مناقب کے باوجود ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بانی و امیر جماعتِ اسلامی آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

"لیکن اُن (حضرت عمر فاروق رضؓ) کے بعد جب حضرت عثمانؓ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے الخ (خلافت و ملوکیت طبع اوّل ص۱۰۶)

(۲) اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی تھیں جو بڑے دُور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مسلسل بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کیے رکھا۔ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے آرہے تھے۔ حضرت عثمان نے اُن کے سرحد روم تک اور الجزیرہ سے ساحل بحر ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانہ خلافت (۱۲ سال) میں ان کو اس صوبے پر برقرار رکھا الخ دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی وہ خلیفہ کے سیکریٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم کی ماموریت تھی۔ الخ (خلافت و ملوکیت طبع اوّل ص۱۱۵)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مرکزی پالیسی کو خطرناک اور فتنہ انگیز کہنا یہ مودودی صاحب کی ظالمانہ تنقید اور ناپاک جسارت ہے۔ حالانکہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ قرآن کے تیسرے موعودہ خلیفہ راشد ہیں۔ یعنی ان کو حق تعالیٰ نے بطور اقتضاء النص اپنے قرآنی وعدہ کے تحت منصبِ خلافت عطا فرمایا ہے۔ کیا ایسے خلیفہ راشد کی پالیسی بھی خطرناک اور فتنہ انگیز قرار دی جاسکتی ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مودودی صاحب کے دَورِ امارت میں ان کی جماعتی پالیسی خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئی ہے تو کیا کوئی مودودی صاحب کا عقیدت مند اس کو برداشت کرلے گا؟ پھر

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

حضرت معاویہ اور مودودی

مذکورہ عبارت حضرت معاویہؓ کے خلاف ایک بنیاد تھی۔ آگے چل کر مودودی صاحب نے اپنا بغض و عناد کھل کر ظاہر کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کی بوچھار کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبرِ رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا ــــ مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی الخ

(ایضاً خلافت و ملوکیت ص ۱۷۴)

مودودی صاحب نے جن روایات کی بنا پر حضرت معاویہؓ کے خلاف اپنا غصہ نکالا ہے اس کا جواب حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی (دارالعلوم کراچی) جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے مدلّل اور مفصّل طور پر اپنی کتاب "حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق" میں دے دیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔ یہاں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ کوئی صحابی منبرِ رسولؐ پر اور خطبۂ جمعہ میں حضرت علی المرتضیٰ تو بڑے ہیں کسی مسلمان پر بھی سب و شتم کی بوچھاڑ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی صحابی جان بوجھ کر کتاب و سنت کے صریح احکام کی مخالفت کرتا ہے۔ حضرت معاویہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ کاتب وحی ہیں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لیے یہ دعا فرمائی ہے۔ اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا (ترمذی شریف) اے اللہ تو ان کو ہادی اور مہدی بنا دے) ان کی طرف اس قسم کے افعال کی نسبت کرنا شرفِ صحابیت کی توہین ہے اور مودودی صاحب مذکورہ تنقیدی عبارتوں کے باوجود یہ بھی لکھ رہے ہیں کہ: البتہ واقعات کے بیان میں یہ احتیاط ملحوظ رہنی چاہیے کہ بات کو صرف بیان واقعہ تک محدود رکھا جائے اور کسی صحابی کی بحیثیت مجموعی تنقیص نہ ہونے پائے۔

(ص۳۰)

قارئین خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ مذکورہ عبارات میں مودودی صاحب نے حضرت معاویہؓ کی تنقیص بلکہ توہین کی ہے یا نہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خمینی اور مودودی

ایران کے خمینی نے اپنی کتاب "کشف اسرار" میں صحابہ کرامؓ کی اکثریت کو منافق اور دنیا پرست قرار دیا ہے اور خصوصاً حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو۔ چنانچہ کتاب میں عنوان ہی یہی ہے کہ:

مخالفتہائے ابوبکر با نص قرآن (کشف اسرار ص۱۳۹)

اور مخالفت عمر با قرآن خدا (ص۱۴۰)

شیعوں کے امام خمینی صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدین کی تو کھل کر مخالفت کرتے ہیں لیکن ابوالاعلیٰ مودودی کو عالم اسلام کا قائد گردانتے ہیں۔ چنانچہ مودودی صاحب کی وفات پر یہ تعزیتی پیغام بھیجا تھا کہ:

"سید مودودی صرف پاکستان میں ہی نہیں پورے عالم اسلام کے قائد تھے۔ ان کے اسلامی فکر نے اسلامی دنیا میں اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کر دی۔ ان کی اس کوششوں کے نتیجہ میں ان شاء اللہ دنیا بھر میں اسی طرح اسلامی انقلاب برپا ہو کر رہے گا جس طرح ایران میں اسلام کو غلبہ نصیب ہوا ہے۔ ان کا انتقال دنیائے اسلام کا عظیم نقصان ہے۔ ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔"

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸/ اکتوبر ۱۹۷۹ء)

علاوہ ازیں مودودی صاحب کی زندگی میں خمینی صاحب نے انقلاب ایران کے بعد اپنے دو خصوصی نمائندے مودودی صاحب کے پاس بھیجے تھے جن کا استقبال ایئرپورٹ پر امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور اسلامی جمعیت طلبہ نے کیا تھا۔ ان کو جلوس کی شکل میں مودودی صاحب کی کوٹھی پر اچھرہ (لاہور) میں لایا گیا۔ اس جلوس میں مودودی خمینی بھائی بھائی کے نعرے لگائے گئے اور درود بر خمینی کی صدا گونجتی رہی۔ (ملاحظہ ہو مودودی جماعت کا ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۱۲/ جنوری ۱۹۷۹ء)

اب ہفت روزہ "تکبیر" (کراچی) کے جناب صلاح الدین احمد ہی اس معمہ کو حل کریں کہ خمینی صاحب جو اصحاب و خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفتِ قرآن کی بہتان تراشی کرتے تھے ان کو ابوالاعلیٰ صاحب سے محبت کیوں تھی اور کس بنیاد پر ان کو عالمِ اسلام کا قائد قرار دیتے تھے؟
اَلَیْسَ مِنْکُمْ رَجُلٌ رَّشِیْد

خادمِ اہلِ سُنّت مظہر حسین غفرلہ،
یکم رجب ۱۴۱۰ھ / ۲۹ جنوری ۱۹۹۰ء

حق چار یار رض

حضرت مولانا ابوالفضل محمد کرم الدین صاحب دبیرؒ مصنف کتاب آفتاب ہدایت

چار کے اعداد سے بس حق تعالیٰ کو ہے پیار ـــ ہیں حبیبؐ کبریا کے برگزیدہ یارؓ چار
جسم کی ترکیب ہے اربع عناصر سے ہوئی ـــ ہوتے ہیں ہر اک مکاں کے دیکھ لو دیوار چار
عرش سے نازل ہوئیں چاروں کتابیں[1] دوستو ـــ ہیں اولوالعزم انبیاء[2] ایزدِ غفار چار
ہیں فرشتے[3] بھی مقرب چار جو مشہور ہیں ـــ ہیں مذاہب بھی یہی مقبول بے انکار چار
کعبۃ اللہ میں بچھے چاروں مصلے ہیں ضرور ـــ خانوادے بھی طریقت کے[4] ہیں پُرانوار چار
اربعہ متناسبہ پڑھتے ہیں طفلانِ سکول ـــ اور مربع شکل کے اضلاع بھی ہیں چار چار
چار پائے تخت کے ہوتے ہیں بے شک دوستو ـــ اور جوارح بھی ہر اک انسان کے ہیں چار چار
چار کے اعداد ہیں لاریب منظورِ خدا ـــ بالیقیں ہے دوزخی کرتا ہے جو انکار چار
فاطمہؓ، حسنینؓ اور حضرت علیؓ المرتضیٰ ـــ تھے یہ خویشانِ نبیِ احمدِ مختار چار

ہیں چراغِ مسجد و محراب و منبر اے دبیرؔ
ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ یارؓ چار

---

[1] زبور۔ تورات۔ انجیل۔ قرآن

[2] حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔
(یہ حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ ہیں)

[3] جبرائیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ عزرائیل

[4] چشتی۔ نقشبندی۔ قادری۔ سہروردی

(ماخوذ از آفتابِ ہدایت)

اشاعتِ اسلام کے لیے
امام الخلفاء سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی مالی خدمات

پروفیسر حافظ عبدالمجید ۔ چکوال

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ جنتی ہیں لیکن جن صحابہؓ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا، اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ افضل ہیں ان صحابہؓ سے جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ط اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ○

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

برابر نہیں ہے تم میں سے وہ شخص جس نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ یہ لوگ بہت بڑے درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور سب کے لیے وعدہ کیا ہے اللہ نے اچھائی کا (یعنی جنت کا)

اس آیت کی رُو سے جس شخص نے فتح مکہ سے پہلے جتنا زیادہ مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا وہ اتنا ہی زیادہ افضل ہے اور تمام صحابہؓ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی مالی خدمات سب سے نمایاں اور ممتاز ہیں اور انفاقِ مال میں حضرت صدیق اکبرؓ کو تمام صحابہؓ پر سبقت حاصل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ امام بغویؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

ان ھذہ الآیة نزلت فی ابوبکر الصدیق — یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کے

رضی اللہ عنہ فانہ اوّل من اسلم واوّل من انفق
(ازالۃ الخفاء مترجم ج ص۱۸۲)

حق میں نازل ہوئی کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے اور سب سے پہلے انہوں نے ہی مال خرچ کیا۔

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ تمام صحابہؓ جنتی ہیں۔

امام ابن حزمؒ کا قول

علامہ سفارینیؒ نے لوامع الانوار البہیہ شرح الدرۃ المضیئۃ میں امام ابن حزمؒ کا قول نقل کیا ہے۔ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

الصحابۃ کلھم من اھل الجنۃ قطعاً

تمام صحابہؓ قطعی طور پر اہل جنت میں سے ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل. اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ
(حضرت ابوبکر صدیقؓ ص۲۱۸)

برابر نہیں ہے تم میں سے جس نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا۔ وہ لوگ زیادہ بڑے درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور قتال کیا اور سب سے وعدہ کیا اللہ نے اچھائی کا۔

جب حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے ان کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم تھے۔ وہ سب آپ نے حضورؐ پر خرچ کر دیے۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۰ مرقاۃ ج ۶ ص۲۸۶ ، ازالۃ الخفاء مترجم ج ۱ ص۱۸۳)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول

حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"حضرت صدیقؓ اس واسطے افضل ہیں کہ ایمان میں سب سے پہلے سبقت لے جانے والے اور سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدمت لائقہ میں اپنے مال و جان کو بکثرت خرچ کیا ہے۔ اس واسطے آپ کی شان میں نازل ہوا ہے لا یستوی منکم من انفق الخ"

نیز فرماتے ہیں:

"چونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس دولت اعلیٰ کے مالک حضرت صدیق ہی ہیں جو دین کی تائید اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور فساد کے دفع کرنے کے لیے لڑائی کرنے اور مال وجان کے خرچ کرنے اور اپنی عزت وجاہ کی پرواہ میں نہ کرنے میں تمام سابقین سے اور بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لیے دوسروں سے افضلیت ان ہی کی مسلم ہوئی۔"

(ترجمہ مکتوبات دفتر دوم مکتوب ۹۹)

غلاموں کا آزاد کرانا

حضرت ابوبکرؓ کے انفاق مال کی فہرست میں سب سے اوّلین نفاق یہ ہے کہ آپ نے کئی ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا کہ جن کو ان کے مالک اسلام قبول کرنے کی پاداش میں طرح طرح کی اذیتیں دے رہے تھے۔

ان ابا بکر اعتق سبعۃ کلھم یعذب فی اللہ (تاریخ الخلفاء صـ۳۰)	حضرت ابوبکرؓ نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کہ جن سب کو اللہ کے دین کے لیے ستایا جاتا تھا

ان غلاموں کے نام یہ ہیں۔ بلالؓ۔ عامر بن فہیرہؓ۔ نہدیہؓ۔ نہدیہؓ کی بیٹیؓ اور زنیرہؓ۔ امّ عیسیٰؓ اور بنی مومل کی باندیؓ۔ (ازالۃ الخفا مترجم ج ۲ صـ۴۷)

غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے میں ابوبکرؓ کو خاص شہرت تھی۔ اس لیے ان کی تعداد سات سے کہیں زیادہ ہوگی۔ (صدیق اکبر صـ۳۸)

حضرت بلالؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ امیہ بن خلف، حضرت بلالؓ کو اسلام قبول کرنے کے جرم کی پاداش میں طرح طرح کی سزائیں دیتا۔ ان کو تپتی ریت پر لٹا دیتا۔ ان کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیتا اور ان کو اسلام ترک کر دینے کی ترغیب دیتا لیکن حضرت بلالؓ اس حال میں بھی اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے۔ بلالؓ کے گلے میں رسّی ڈال کر انہیں لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا اور لڑکے حضرت بلالؓ کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے لیکن حضرت بلالؓ اس حال میں بھی بلند آواز سے پکارتے رہتے اَحَدٌ، اَحَدٌ۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے بلالؓ کا یہ حال دیکھا تو امیّہ بن خلف سے شکایتاً کہا

الا تتقی فی ھذا المسکین ابن ہشام ج ۱ صـ۳۴۰	اس بیچارے مسکین کے بارے میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

امیہ بن خلف کہنے لگا

انت الذی افسدتہ فانقذہ مما
تری - ابن ہشام ج ۱ صـ۳۴۰)

یہ تو ہی ہے جس نے اسے خراب کیا ہے اب تو ہی اسے چھٹکارا دے سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ایک غلام اور دس اوقیہ سونے کے بدلے میں حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس موقع پر سورۃ واللیل نازل ہوئی۔ ارشادِ خداوندی ہے:

واللیل اذا یغشٰی والنھار اذا تجلّٰی وما خلق الذکر والانثٰی ان سعیکم لشتّٰی فاما من اعطٰی واتقٰی وصدق بالحسنٰی فسنیسرہ للیسرٰی واما من بخل واستغنٰی وکذب بالحسنٰی فسنیسرہ للعسرٰی

قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب روشن ہو جائے اور قسم ہے اس بات کی کہ اللہ نے نر اور مادہ پیدا کیے۔ تمہاری کوشش مختلف قسم کی ہے پس جس نے مال عطا کیا تقویٰ اختیار کیا۔ اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لیے آسانی کا راستہ کھول دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کی تکذیب کی تو ہم سختی کا راستہ اس کے لیے کھول دیں گے۔

ان آیات میں حضرت ابوبکرؓ اور امیہ بن خلف کی سعی و کوشش کا تقابل بیان کیا گیا ہے۔ اما من اعطٰی سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں اور اما من بخل سے مراد امیہ بن خلف ہے۔ (تاریخ الخلفاء صـ۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

ان ابابکر اشترٰی بلالاً من امیۃ بن خلف ببردۃ وعشرۃ اواق فاعتقہ للہ فانزل ھذا الاٰیۃ ای ان سعی ابابکر وامیۃ فرقانا عظیما فشتان ما بینھما (صواعق محرقہ صـ۶۶)

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کو ایک غلام اور دس اوقیہ سونے کے بدلے میں امیہ بن خلف سے خرید لیا اور پھر ان کو اللہ کے لیے آزاد کر دیا۔ تما پر اللہ نے یہ آیت (اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی) نازل فرمائی کہ ابوبکرؓ کی سعی و کوشش اور امیہ کی سعی و کوشش میں نمایاں فرق ہے۔ اس لیے دونوں کی کوششیں مختلف ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضؓ نے اسی کے متعلق یہ شعر کہا ہے ؎

جزاالله خیرا من بلال وصحبه	عتیقا و اخزیٰ فاکها و ابا جهل

(ازالۃ الخفاء مترجم ج ۱ ص ۴۷۲)

(اللہ عتیق یعنی ابو بکر رضؓ کو بلالؓ اور اس کے ساتھیوںؓ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور فاکہا اور ابو جہل کو رسوا کرے)

حضرت ابو بکر رضؓ کے والد ابو قحافہ کہنے لگے ہمیں چاہیئے تھا کہ کمزور و ناتواں غلاموں کو خریدنے کی بجائے طاقتور اور بہادر غلاموں کو خریدتا تاکہ تیرا دفاع کرتے اور تیرا ساتھ دیتے تو حضرت ابو بکر رضؓ نے والد کی خدمت میں عرض کیا

یاابت انما ارید وجه الله (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص ۳۱۴)	اے ابا جان! میری نیت تو صرف اللہ کی رضا ہے۔

اس پر سورہ واللیل کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:

وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی وما لاحد عندهٗ من نعمة تجزیٰ الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ولسوف یرضیٰ۔ (سورہ واللیل آیت ۱۷ - ۲۱)	اور عنقریب بچایا جائے گا جہنم سے وہ شخص جو بہت زیادہ ڈرنے والا ہے جو اپنا مال دیتا ہے دل پاک کرنے کے لیے اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ جس کا وہ بدلہ دے مگر اپنے رب برتر کی رضا چاہنے کے لیے اور البتہ عنقریب وہ راضی ہوگا۔

ان آیات میں حضرت ابو بکر رضؓ کو اتقیٰ یعنی سب سے زیادہ متقی فرمایا گیا ہے اور حضرت ابو بکر رضؓ نے غلاموں کو خرید کر جو آزاد کیا تو اس کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے یہ کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضؓ سے راضی ہونے کا بھی اعلان فرمایا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ وسیجنبها الاتقی سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضؓ ہیں۔

(ازالۃ الخفا مترجم ج ۲ ص ۴۷۲)

حضرت سعید بن المسیبؒ کہ آیت وما لاحد عندهٗ من نعمة تجزیٰ حضرت ابو بکر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے کئی اشخاص کو آزاد کیا اور کسی بدلے اور شکریے کے طلبگار

ہوتے، چھ یا سات کو۔ ان میں سے بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ ہیں۔ (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص۴۷)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

"یا لفظ الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکیٰ عام ہے اور قرآن کی موجودگی کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے لوگوں سے پہلے البتہ اس نے حضرت صدیق اکبرؓ کو اوّل مرتبہ اپنے احاطہ میں لیا ہے اور یا الاتقیٰ معہود ہے (اور اس پر الف لام عہد کا ہے) اور شخصِ معین مُراد ہے اور وہ شخص معین صدیق اکبرؓ ہیں۔" (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ ص۱۷۴)

امام رازیؒ فرماتے ہیں:

اجمع المفسرون منا علی ان المراد منہ ابوبکر رضی اللہ عنہ (تفسیر کبیر ج ۸ ص۲۱۷)

تمام مفسرینِ اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس (اتقیٰ) سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام بزارؒ نے حضرت زبیرؓ بن عوام سے، ابن جریر، ابن منذر آجری اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہؓ سے، امام حاکم نے ابن اسحٰق سے بسند خود روایت کیا ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اُتریں۔ (افضلیت صدیق اکبرؓ ص۲۰)

ایک اور روایت

ابن جریر، عامر بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

کان ابوبکر یعتق علی الاسلام بمکۃ فکان یعتق عجائز ونساء اذا اسلمن فقال ابوہ ای بنی اراك تعتق رجالا اناسا ضعافا فلوانك تعتق رجالا جلدا یقومون معك ویمنعونك ویدفعون عنك قال ای ابت انا ارید ما عند اللہ قال وحدثنی بعض اھل بیتی

حضرت ابوبکرؓ مکہ میں اسلام کے لیے غلاموں کو آزاد کرتے تھے۔ آپ اسلام لانے والی کمزور عورتوں کو آزاد کرتے تھے۔ ان کے والد کہنے لگے۔ میرے بیٹے میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر تم قوی لوگوں کو آزاد کرتے وہ تمہارے کام آتے۔ تمہارا دفاع کرتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے والد کی خدمت میں عرض کی۔ اے ابّاجان! میری نیت تو صرف

(ان ھذہ الآیۃ نزلت فیہ فامامن اعطی واتقی الی اخرھا۔

(تاریخ الخلفاء ص۳۷)

اللہ کی رضا ہے۔ راوی کہتے ہیں میرے خاندان کے لوگوں سے روایت ہے کہ آیت فاما من اعطی الخ حضرت ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

"حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے اس امر پر کہ آیت کریمہ وسیجنبھا الاتقی الذی حضرت صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی اور اتقی سے مراد حضرت صدیقؓ ہیں۔" (ترجمہ مکتوبات دفتر سوم مکتوب ۲۴)

مولانا حفظ الرحمٰنؒ کا قول

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ فرماتے ہیں:

"آغازِ اسلام میں جب کہ اسلام کو مال وجان اور عزت وناموس ہر قسم کی قربانی کی حاجت تھی، ابوبکرؓ کا جانی ومالی ایثار اور عزت وناموس کی قربانی قدم قدم پر اسلام کے کام آئے۔ اور اس کی شوکت ونصرت کا سبب بنے اور ابوبکرؓ ہی کی رفاقت نے داعیٔ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی نظام کی استواری میں مدد دی۔ بلالؓ، صہیبؓ اور رفاعہؓ جیسے فداکارانِ اسلام کی آزادی ابوبکرؓ ہی کی مالی قربانی کی رہینِ منت ہے۔"

(حضرت ابوبکر صدیقؓ ص۱۹۸)

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ کا قول

ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" میں حضرت ابوبکرؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

"وہ ایک دولت مند تاجر تھے۔ اعلیٰ کردار، ذہانت اور قابلیت کی بنا پر ان کے ہم وطن ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنی دولت کا بڑا حصہ ان مسلمان غلاموں کو خریدنے پر صرف کر دیا جنہیں ان کے آقا اسلام قبول کرنے پر اذیتیں دیتے تھے۔" (دی پریچنگ آف اسلام ص۱۲)

باڈلے کا قول

ایک اور انگریز مصنف باڈلے اپنی کتاب "دی میسنجر" میں رقم طراز ہے۔ "حضرت ابوبکرؓ ایک امیر تاجر تھے اور بڑے غریب ماحول سے ترقی کر کے یہ درجہ اور دولت حاصل کی تھی۔ وہ بہت ہوشیار اور سمجھ دار تھے۔

حالاں کہ آپ شروع سے آخر تک حضرت محمدؐ کے دست راست رہے اور اسلام کے پہلے خلیفہ بھی بنے لیکن آپ کے سوچنے کا انداز اور رہن سہن کے طریقے درویشانہ تھے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ صفحہ ۱۱)

ایک شیعہ روایت آیت وسیجنبها الاتقی کی تفسیر میں شیعہ مفسر لکھتے ہیں:

عن ابن الزبیر قال ان الآیة نزلت فی ابی بکر لانه اشتری مما لیك الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فهیرہ وغیرهما واعتقهم (تفسیر مجمع البیان ج ۵ صفحہ ۵۰۱)	ابن زبیر کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہؓ وغیرہ غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

سیدنا فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار بلالؓ کو آزاد کیا۔ (صدیق اکبرؓ صفحہ ۳۶)

بلال کے علاوہ جن غلاموں کو حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کیا ان کے نام یہ ہیں۔ عامر بن فہیرہؓ ابوفکیہہؓ، لبینہؓ، زنیرہؓ، نہدیہؓ، ام عبیسؓ۔

عامر بن فہیرہؓ یہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے جو کہ حضرت عائشہؓ کے اخیافی (ماں شریک) بھائی ہیں۔ جب عامر بن فہیرہؓ اسلام لائے تو ان کو بھی سخت اذیتیں پہنچائی گئیں لیکن یہ اسلام پر مضبوطی سے جمے رہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو ان کے مصائب کا علم ہوا تو چالیس تولے سونے کے بدلے بنو جذرعان سے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ ہجرتِ مدینہ کے سفر میں حضورؐ اور ابوبکرؓ کے ساتھ تھے اور بیر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

(اسد الغابہ ج ۳ صفحہ ۹۔ تاریخ خلفائے راشدین صفحہ ۳۶)

ابوفکیہہؓ یہ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ اسلام کی خاطر سخت مصائب برداشت کیے۔ صفوان ان کو عین دوپہر کے وقت تپتی ہوئی ریت پر منہ کے بل اوندھا لٹا دیتا اور کمر پر بھاری پتھر رکھ دیتا تاکہ حرکت نہ کر سکیں۔ ابوفکیہہؓ بے ہوش ہو جاتے پھر بھی صفوان کو رحم نہ آتا بلکہ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ان کو گھسیٹتا پھرتا۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اس حالت میں صفوان سے پٹتے دیکھا تو فوراً خرید کر آزاد کر دیا۔

(اصابہ تذکرہ ابوفکیہ رضؓ)

لبینہؓ یہ حضرت عمرؓ کے گھرانے کی باندی تھیں۔ ابھی حضرت عمرؓ اسلام نہ لائے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت عمرؓ ان کو اتنا مارتے کہ مارتے مارتے تھک جاتے اور کہتے۔ میں ذرا دم لوں تو پھر ماروں گا۔ لبینہؓ ثابت قدمی سے جواب دیتیں اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو اللہ اس کا بدلہ لے گا۔ ابوبکرؓ نے خرید کر آزاد کردیا۔

(استیعاب تذکرہ عمرؓ بن الخطاب)

زنیرہؓ یہ بھی حضرت عمرؓ کے گھرانے کی باندی تھیں۔ حضرت عمرؓ ان کو بھی سخت مارتے تھے۔ ایک دفعہ ابوجہل نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بھی خرید کر آزاد کردیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳۷)

نہدیہؓ یہ بھی کنیز تھیں۔ نہدیہؓ بھی اور ان کی بیٹی بھی اسلام لے آئیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے دونوں کو خرید کر آزاد کردیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳۷)

ام عبیسؓ یہ بھی کنیز تھیں۔ اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر آزاد کردیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۳۷)

ہجرت کی تیاری میں انفاقِ مال جب حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم تھے اور ہجرت کے وقت ان میں سے صرف پانچ ہزار درہم باقی تھے۔ یہ سارا مال آپ نے غلاموں کو آزاد کرانے اور مسلمانوں کی امداد و معاونت میں خرچ کردیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۰) اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے وقت یہ باقی ماندہ سارا مال بھی اپنے ساتھ لے لیا اور گھر والوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔

(تاریخ ابن خلدون حصہ دوم ص ۶۵ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۳۳)

حضرت ابوبکرؓ کے والد ابوقحافہؓ اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔ نابینا ہوچکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کے لیے روانگی کے بعد ان کے گھر پہنچے۔ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ سے کہنے لگے۔ میرا خیال ہے کہ ابوبکرؓ جاتے وقت سارا روپیہ لے گیا ہے اور تمہیں بھوک کے سپرد کرگیا ہے۔ حضرت اسماءؓ نے تسلی دی۔ جس جگہ درہم رکھے رہتے تھے وہاں ٹھیکریاں

رکھ کر ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور بوڑھے دادا کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے کے اُوپر رکھ دیا۔ ابوقحافہؓ یہ سمجھے کر حضرت ابوبکرؓ گھر والوں کے لیے درہم چھوڑ گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں:

والله ماترك لنا شيئا	اللہ کی قسم ابوبکرؓ نے ہمارے لیے کچھ
(تاریخ اسلام ج ۱ صفحہ ۴۰)	بھی نہ چھوڑا

ہجرت کی تیاری کے لیے حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کے حکم پر دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں۔ ایک اپنے لیے ایک حضورؐ کے لیے۔ (ابن ہشام ج ۲ صفحہ ۱)

واقدی کے بیان کے مطابق ایک اونٹنی کی قیمت آٹھ سو درہم تھی۔ تاہم حضورؐ نے یہ اونٹنی اس شرط پر قبول کی کہ ابوبکرؓ اس کی قیمت لیں گے۔ (صدیق اکبرؓ صفحہ ۴۴-۴۵)

اہلِ بیت نبویؐ پر انفاق مال

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور آپؐ نے حضرت ابوایوب انصاری کے گھر قیام فرمایا تو وہاں سے آپ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت ابورافع رضؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ مکہ مکرمہ سے حضورؐ کے اہلِ بیت کو لے آئیں۔ یہ پانچ سو درہم بھی حضرت ابوبکرؓ نے عطا کیے تاکہ سفر کی ضرورت کا سامان خریدا جا سکے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت فاطمہؓ، حضرت ام کلثومؓ بناتِ رسول اللہؐ اور ام المومنین حضرت سودہؓ کو مدینہ منورہ لے آئے۔ (سیرت حلبیہ ج ۲ صفحہ ۵۴)

حضرت عائشہؓ کا حق مہر

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس تھی اور جب حضرت عائشہؓ کی عمر نو برس تھی ان کی رخصتی ہوئی۔ رخصتی کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے مہر کی رقم حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔

فاعطاه ابوبكر اثنى عشر	حضرت ابوبکرؓ نے ساڑھے بارہ اوقیہ
اوقية ونشا	(یعنی ساڑھے بیالیس تولے) دیے۔

(ازالۃ الخفاء مترجم ج ۲ صفحہ ۴۳)

(جاری ہے)

خلیفۂ اوّل سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور
نذرانۂ عقیدت

بیاں ہو شان کس سے حضرت صدّیق اکبرؓ کی
میسّر جس کو خوشنودی ہوئی محبوبؐ داور کی

یہ ارشادِ نبیؐ صدّیقِ اکبر کا ہے سرمایا
کہ خیر الخلق بعد الانبیاءؑ حضرتؓ نے فرمایا

بشارت جس کو جنّت کی ملی نطقِ پیمبرؐ سے
کیا آغازِ ہجرت آپؐ نے صدّیقؓ کے گھر سے

عجب نقشے شوق کے نقشِ حسیں صدّیق کے دل پر
مدینے کے سفر میں جو رہا دمسازِ پیغمبرؐ

مزیّن تھا امامت کے شرف سے قلب نورانی
سیادت کی خبر دیتا تھا جس کا خطِّ پیشانی

وہ پیکر تھا جو دنیا میں امینِ حق و صداقت کا
وہی تھا مستحق محبوبؐ باری کی نیابت کا

حبیبِ کبریا کی ہر ادا کو جاننے والا
نبوّت کے ہر اک انداز کو پہچاننے والا

رہا بخت اس کو ناز اس عالی وقاری پر
کہ تھا مامور جو سرکارؐ کی خدمت گزاری پر

حضورِ پاکؐ کی صحبت سے تھا دل مثلِ آئینہ
تجلّی گاہِ عرفاں تھا نبیؐ کے فیض سے سینہ

خدا نے اس کو بخشا تھا کمالِ فہمِ قرآنی
نرالی شان کا تھا شارحِ آیاتِ ربّانی

جنوں نے جس سے سیکھے تھے سلیقے جاں نثاری کے
سکھائے عشق کو آداب جس نے خاکساری کے

متاعِ جاں کو جس نے سوز کے سانچے میں ڈھالا تھا
وہ جس کے فقر کا انداز دنیا سے نرالا تھا

نثار اس کی ادائے فقر پر سلطانی و میری
کیا کرتا تھا ناداروں کی جو شب کو خبرگیری

خلافت کی قبا کو جس نے حسنِ سادگی بخشا
جہانبانی کی فطرت کو شعورِ عاجزی بخشا

عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ تھے خلافت میں مشیر اس کے
جلیل القدر اصحابِ پیمبرؐ تھے وزیر اس کے

نگہباں تھا رعایا کا لبوں پر تھیں مناجاتیں
خلافت کے لیے دن تھے عبادت کے لیے راتیں

سعادت سے مشرّف آج بھی صدّیق اکبرؓ ہے
میسّر جس کو بعدِ مرگ بھی قربِ پیمبرؐ ہے

حضرت حافظ لدھیانوی

فدایانِ اسلام حضرات صحابہ کرام رضی کی

داستانِ خونچکاں

تیسری قسط

حضرت مولانا محمد عبدالمعبود صاحب (راولپنڈی)

یہ داستان خوں چکاں چودہ سو سال سے بھی کچھ زیادہ پرانی ہے، جس وقت فلکِ رسالت پہ مہتابِ نبوت پوری تابندگی و درخشندگی کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ ابرِکرم بھی بڑی دل آویزی کے ساتھ سایہ فگن تھا اور مہتابِ نبوت کی ایمان افروز روشنی سحاب وفضل کے دامن کو "اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ" کے مزرعِ دل کی دلوں کو مستنیر کرنے میں مصروف تھی، قضا وقدر "عاشقانِ پاک طینت" کو چُن چُن کر شمعِ نبوت کے گرد پروانوں کی طرح جمع کرنے کی سعی مشکور کر رہی تھی گویا کہ مختلف رنگ ونسل اور غریب ونادار بندگانِ باصفا کا ایک عجوبہ روزگار، دلفریب اور رُوح پرور گلدستہ سجا رہی تھی۔ توحید کے انہی متوالوں اور شمعِ رسالت کے ایسے ہی پروانوں میں "سیدنا خبّاب بن ارت" کا نام نامی اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔

سیدنا خبّاب رضی بن ارت

خبّاب نام، ابو عبداللہ کنیت والد کا نام ارت تھا۔ قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ عہدِ جاہلیت میں غلام بنا کر مکّہ معظمہ میں فروخت کیے گئے اور ام انمار بنت سباع الخزاعی نے خریدا تھا۔ سیدنا خبابؓ ان سعادتمند عمائدین اور اکابرین میں سے ہیں جن کی کلاہِ فخر کا طرۂ امتیاز اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ ہے۔ محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم ابھی حضرت ارقم رضی کے گھر میں قیام پذیر بھی نہیں ہوئے تھے کہ سیدنا خبابؓ سلام کی نعمتِ لازوال سے مشرف ہوگئے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا نمبر چھٹا تھا۔ اسی بنا پر آپ کو "سادس الاسلام" کہا جاتا تھا۔

یہ زمانہ ان چند نادار و بے یار و مددگار "عشاق" کے لیے انتہائی سخت، صبرآزما اور دل فگار تھا۔ اسلام کا اظہار و اقرار تعزیراتِ مکہ میں ایسا شدید جرم تھا جس کی سزا میں مال و منال اور ننگ و ناموس ہر چیز سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا لیکن سیدنا خبابؓ نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی اور ببانگ دہل اپنے اسلام و ایمان کا اظہار کیا۔ غلام ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ تھا اس لیے کافروں کا غیض و غضب ان کے خلاف اُبل پڑا اور انہیں مشقِ ستم بنا لیا۔ انتہائی دردناک اور رُوح فرسا سزائیں دیتے۔ ننگی پیٹھ دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر سینہ پر ایک بھاری وزنی پتھر رکھ دیتے۔ مزید براں ایک آدمی اس پتھر پر کھڑا ہو جاتا تاکہ حرکت بھی نہ کر سکیں اور وہ اس وقت تک انگاروں پر کباب ہوتے رہتے جب تک کہ زخموں کی رطوبت آگ کو ٹھنڈا نہ کر دیتی لیکن ایسی جان لیوا سختی اور کفار کے ظلم و بربریت کے باوجود زبان کلمۂ حق کی نغمہ سرائی میں مصروف رہتی تھی۔

اسی کیفیت کو شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اس طرح بیان کیا ہے ؎

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو   پلا کے مجھ کو مئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق   کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق

کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش   کبھی عریاں و بے تیغ و سناں عشق

ان تمام انسانیت سوز مظالم کے باوجود جو زبان بادۂ توحید کے ذائقہ کام نواز سے ایک مرتبہ آشنا ہو چکی تھی وہ کس طرح اس ظلم و جبر سے مرعوب ہو کر کلمۂ حق سے انحراف کر سکتی تھی۔

ان فدایانِ اسلام پر ظلم و جور کی کس قدر خوفناک اور اندوہناک یلغار تھی اور ان کے بے مثال صبر و استقامت کے باوجود بارگاہِ نبویؐ سے مزید استقلال اور پامردی کے ساتھ آلام و شدائد کو برداشت کرنے کی تلقین کی جاتی تھی جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

"حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپؐ چادر مبارک کی ٹیک لگائے ہوئے کعبۃ اللہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور ہم پر مشرکین کی جانب سے دن رات ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بارگاہِ خداوندی میں دعا کیوں نہیں فرماتے؟

یہ سن کر آپ سنبھل کر بیٹھے اور آپ کا چہرۂ مبارک سُرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے

گذشتہ زمانہ میں ایسے (ایماندار) لوگ ہوئے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ ڈالا گیا سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا لیکن ایسی جاں گداز سختیاں انہیں جادۂ حق سے برگشتہ نہ کر سکیں۔ مزید فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ بالیقین اپنے اس دین کو پورا کر کے رہے گا۔ تم لوگ دیکھ لو گے کہ تنِ تنہا سوار صنعاء یمن سے حضر موت تک سفر کرے گا۔ اس کے دل میں اللہ عزوجل کے سوا کسی چیز کا خوف و ہراس نہ ہوگا اور نہ ہی اسے اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا خطرہ ہوگا لیکن تم لوگ ہر کام میں جلدی کے خواہش مند ہو۔"

لیکن جب ظلم و ستم کی شدت سے پہاڑوں کا پتا پانی ہونے لگا، دشت و صحرا بھی اس کی سنگینی سے کانپ اُٹھے، سیّدنا خبابؓ کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا اور جور و الم ناقابلِ برداشت حد تک پہنچ گئے تھے، تو پھر مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر انتہائی مختصر مگر بڑی معنی خیز دعا سے نوازا تھا۔

اس کسمپرسی کی حالت میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تالیفِ قلب فرماتے تھے لیکن ان کا آقا اس قدر سنگ دل تھا کہ وہ ان کے لیے اتنا سا سہارا بھی برداشت نہ کر سکا اور اس کی پاداش میں وہ آگ میں خوب گرم کر کے اس سے ان کا سر داغتا۔ اس پر حضرت خبابؓ نے رحیم و کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میرے لیے بارگاہِ ربِ ذوالمنن میں دُعا فرمائیے کہ وہ مجھے اس خوفناک عذاب سے نجات مرحمت فرمائے۔ چنانچہ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ شفقت بارگاہِ ایزدی میں پھیلائے اور دُعا فرمائی کہ خدایا! خبابؓ کی مدد فرما۔"

مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی اب بھی درختِ طور سے آتی ہے بانگِ لاتخف

آذر کا پیشہ خارا تراشی کارِ خلیلاں خارا گدازی

گویا کہ سیدنا خبابؓ زبانِ حال سے برملا یہ کہہ رہے تھے ؎

ادھر آؤ ظالم ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اُسد الغابہ کی روایت کے مطابق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا "خدایا خبابؓ کی مدد فرما" ایسی زود اثر ثابت ہوئی اور ام انمار کے سر میں ایسی اذیت ناک تکلیف شروع ہوئی جس کی وجہ سے وہ کتوں کی طرح بھونکتی تھی۔ اس ناگہانی مصیبت سے نجات حاصل کرنے کی سر توڑ کوشش

کی گئی مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ثابت ہوئی۔ آخر لوگوں نے مشورہ دیا کہ سر کو داغ لگوانا چاہیئے۔
چنانچہ لوگوں نے قدرت خداوندی کا یہ کرشمہ بھی دیکھا کہ جس زر خرید غلام خبابؓ کو اسلام قبول کے جُرم میں اُم انمار لوہا گرم کر کے اس کے سَر کو داغتی تھی، آج وہی غلام اُم انمار کی فرمائش پر اس کے سَر کو گرم لوہے سے داغ رہا ہے۔ اس دوہری تکلیف سے اس کا کلیجہ مُنہ کو آتا ہے مگر مجبوراً غلام کے ہاتھوں سَر کو داغ لگوا رہی ہے
تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

بعد کے زمانہ میں سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرت خبابؓ سے فرمائش کی کہ تم نے مکہ میں جو مصیبتیں برداشت کی ہیں ان کی داستانِ خوں چکاں بیان کرو۔ حضرت خبابؓ نے اپنی پُشت ننگی کر کے دکھائی کہ کفار کی بربریت و مظالم کی دل فگار داستان میری پیٹھ آج بھی زبانِ حال سے سُنا رہی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم پیٹھ کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور کہنے لگے۔ "میں نے آج تک کسی کی پشت کی ایسی دلگداز حالت نہیں دیکھی۔"
حضرت خبابؓ نے فرمایا۔ "آگ جلا کر مجھے اس پر چت لٹا دیا جاتا تھا یہاں تک کہ میری پشت کی چربی پگھل پگھل کر آگ بجھا دیتی تھی۔"
کفار کے ظلم کی آگ کے فلک بوس شعلوں میں خبابؓ کو تڑپتے دیکھ کر فطرت ان کے صبر و ثبات پر دادِ تحسین پیش کرتی ہے اور پھر معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ یوں گویا ہوتی ہے ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا	ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

جب اس جسمانی سزا سے بھی آتشِ انتقام سرد نہ پڑی تو مالی نقصان پہنچانے کی مذموم کوشش کی جانے لگی۔ سیدنا خبابؓ آہن گری کا کام کرتے تھے اور تلواریں بنانے میں اچھے ماہر تھے۔ ان ہی ایام میں عاص بن وائل نے تلوار بنوائی مگر قیمت ادا نہ کی۔ بعد ازاں آپ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ جب آپ اس سے رقم کا تقاضا کرتے تو وہ کہتا میں تمہیں ایک کوڑی بھی نہیں دوں گا جب تک تم حضرت محمدؐ کا دامن نہیں چھوڑو گے۔ حضرت خبابؓ کہتے اگر تم مر بھی جاؤ اور پھر زندہ ہو تب بھی میں محبوب انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا دامنِ عافیت نہیں چھوڑوں گا۔ عاص بن وائل

نے کہا کیا میں مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤں گا؟"

حضرت خبابؓ نے فرمایا۔ "ہاں یقیناً مرنے کے بعد زندہ کیا جائے گا۔"

عاص نے کہا۔ "جب خدا مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور اسی طرح میرے ساتھ مال اور اولاد ہوں گے تو پھر اس وقت تمہارا قرضہ بھی ادا کردوں گا۔"

عاص بن وائل کا یہ قول عقیدۂ قیامت پر ایک طرح کی تعریض تھی جو اللہ رب العزت کو سخت ناگوار گزری۔ اس کی لن ترانی اور یاوہ گوئی پر غیرت خداوندی جوش میں آگئی اور جبرئیل کے ذریعے اسے فوراً ڈانٹ پلائی۔

"اے محمدؐ! کیا آپ نے اس شخص کے حال پر نظر کی جس نے ہماری آیات سے کفر کیا اور کہا کہ (قیامت میں بھی) مجھے مال اور اولاد ملے گی۔ کیا اسے غیب کی خبر ہوگئی یا اس نے خدائے رحمٰن سے عہد لیا ہے۔ ہرگز نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے ہم اسے لکھ لیتے ہیں اور اس کے عذاب میں ڈھیل دیتے چلے جائیں گے اور جو کچھ وہ کہتا ہے اس کے ہم وارث ہیں اور وہ تنہا ہمارے سامنے لایا جائے گا۔" (سورہ مریم آیت ۷۷ تا ۷۹)

قرآن کریم نے اس ہوس پرست احمق کے جواب میں فرمایا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندہ ہو جانے کے وقت بھی اس کے پاس مال و دولت اور اولاد کی چہل پہل ہوگی۔ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ کیا اس نے غیب کی باتوں کو جھانک کر معلوم کر لیا ہے؟ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا۔ یا رحمٰن سے اس نے مال و اولاد کے لیے کوئی عہد اور وعدہ لے لیا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات قطعاً نہیں ہوئی۔ پھر اس نے یہ باطل خیال کیسے پختہ کر لیا۔ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ جس مال اور اولاد کا یہ ذکر کر رہا ہے آخرت میں ملنے کا معاملہ تو بہت دور ہے دنیا میں بھی جو کچھ اسے ملا ہوا ہے اسے بھی چھوڑنا پڑے گا اور اس کے وارث آخر کار ہم ہوں گے۔ یہ تمام مال اور اولاد اس سے چھن کر بالآخر اللہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ وَيَأْتِينَا فَرْدًا اور قیامت کے دن یہ اکیلا ہمارے دربار میں حاضر ہوگا۔ نہ کوئی اولاد اس کے ساتھ ہوگی اور نہ ہی مال۔ آخرت میں جو دولت اور راحت نصیب ہوگی وہ تو ایمان کی دولت کے صدقے ملے گی۔ کافروں کی چاہت کہ یہاں کی دولت وہاں بھی مل جائے یا کفر کے باوجود اخروی عیش و تنعم کے مزے اڑائیں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

سیدنا خبابؓ ایمان و عمل کے اعتبار سے نہایت پختہ اور مضبوط تھے۔ اسی بنا پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں انہیں ہر دلعزیزی حاصل تھی۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کے دل میں ان کا بیحد احترام اور عظمت جلوہ گر تھی۔ ایک مرتبہ حضرت خبابؓ سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں دربارِ خلافت میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوئے تو امیرالمومنینؓ نے اپنی نشستِ خاص پر انہیں بٹھایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا —— "ان کے علاوہ صرف ایک شخص اور ہے جو اس مسند پر بیٹھنے کا مستحق ہے۔"

حضرت خبابؓ نے تعجب انگیز لہجہ میں دریافت کیا —— "امیرالمومنین! وہ کون ہے؟"

انہوں نے فرمایا —— "وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔"

حضرت خبابؓ کہنے لگے —— "وہ میرے برابر کیونکر مستحق ہو سکتے ہیں کیونکہ مشرکین میں بہت سے ان کے مددگار موجود تھے، جبکہ میرا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی پرسانِ حال نہیں تھا۔" پھر اپنا استحقاق بتاتے ہوئے اپنے مصائب کی داستانِ خوں چکاں سُنانا شروع کر دی۔

سیدنا خبابؓ مدتوں نہایت صبر و استقلال کے ساتھ مصیبتیں جھیلتے رہے۔ پھر جب ہجرت کی اجازت ملی تو ہجرت کر کے مدینہ باسکینہ آ گئے۔ ہجرت بھی تکالیف و مصائب کے خوف سے نہ تھی بلکہ خاصۃً لوجہ اللہ تھی۔ چنانچہ خود کہا کرتے تھے کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خالصتاً لوجہ اللہ ہجرت کی تھی۔ مدینہ منورہ آنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن صمہ غلام تمیم کے ساتھ مواخات قائم کر دی تھی۔

سیدنا خبابؓ کو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال معلوم کرنے کی بڑی جستجو رہتی تھی اور وہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی میں ساری ساری رات آپؐ کے طریقۂ عبادت کو دیکھتے رہتے اور صبح اس کے متعلق استفسار کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات نماز میں گزار دی اور حضرت خباب پوری رات یہ منظر دیکھتے رہے۔ صبح خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے۔ فدیتُ بابی وامی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات آپ نے ایسی نماز پڑھی کہ اس سے قبل کبھی اس نوعیت و کیفیت کی نہ پڑھی تھی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ بیم و رجا کی نماز تھی۔ میں نے بارگاہِ ایزدی میں تین

چیزوں کی دعا کی تھی۔ دو تو شرفِ قبولیت سے نوازی گئیں اور ایک قبول نہ ہوئی"۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک دُعا یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس عذاب سے نہ ہلاک کرے جو گذشتہ اُمتوں کی ہلاکت کا موجب ہُوا۔ دوسری دُعا یہ تھی کہ بارِ خدایا! میرے دشمنوں کو مجھ پر غالب نہ کرنا۔ لیکن تیسری دُعا قبول نہ ہوئی۔

۳۷ھ میں کوفہ میں مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ علاج معالجے سے مرض میں کمی اور افاقہ کی بجائے اضافہ ہوتا گیا۔ جب مرض ناقابلِ برداشت صورت اختیار کر گیا تو فرماتے تھے کہ اگر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کی دعا سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اپنے لیے موت کی دعا کرتا۔ آخر اسی حالت میں ۷۳ برس کی عمر میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور اپنے پیشرو احباب رفقاء سے جا ملے۔

مرض الموت میں کچھ لوگ عیادت کرنے آئے اور کہنے لگے "ابو عبداللہ! آپ خوش ہوئیے کہ کل آپ حوضِ کوثر پر اپنے بھائیوں سے ملاقات کریں گے"۔ یہ سنتے ہی حضرت خبابؓ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا "تم نے ایسے بھائیوں کا ذکر کیا ہے جو دنیا سے گزر گئے اور انہوں نے دنیا میں اپنا کوئی اجر نہیں پایا جبکہ ہم ان کے بعد رہے اور دنیا سے اسقدر حصہ پایا کہ اب دل میں ڈر ہے کہیں وہ ہی ہمارے اعمال کا اجر نہ ہو۔ انتقال کے بعد حسبِ وصیت کوفہ شہر سے باہر میدان میں سپردِ خاک کر دیے گئے۔ بعد میں اہالیانِ کوفہ نے اس جلیل القدر صحابی کے قرب سے شرف اندوز ہونے کی غرض سے اپنے مُردے بھی وہیں دفن کرنے شروع کر دیے۔

جنگِ صفین سے واپسی پر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا گزر جب کوفہ سے ہُوا تو کھلے میدان میں انہیں چند قبریں نظر آئیں۔ حاضرین سے دریافت کیا۔ یہ کون لوگ آرام فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے بتایا یہاں سب سے پہلے سیدنا خبابؓ رضی اللہ عنہٗ اپنی وصیّت کے مطابق دفن کیے گئے تھے۔ پھر ان کی اتباع میں لوگوں نے اپنے مُردے بھی یہاں دفن کرنے شروع کر دیے ہیں۔

خلیفہ رابع امیر المؤمنین رضؓ نے سیدنا خبابؓ کے قابلِ رشک کارناموں پر دادِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا "اللہ تعالیٰ خبابؓ کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوئے اپنی خوشی سے ہجرت کی، مجاہدانہ زندگی بسر کی۔ ان کے جسدِ اطہر کو اذیت ناک تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ اللہ کریم نیک لوگوں کے اعمال ضائع نہیں کرتے"۔ اس کے بعد آپ نے تمام اہلِ قبور کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

دخترِ شاہِ دو عالمؐ فاطمہؓ اُمّ الحسنؓ   سیدہ بنتِ خدیجہؓ زوجۂ خیبر شکن
اُمّ کلثومؓ و رقیہؓ اور زینبؓ کی بہن

پیکرِ صبر و رضا محبوبۂ شیرِ خداؓ   سیّدہ زہراؓ بتول اُمّ شہیدِ کربلاؓ
مایۂ خلق و شرافت جوہرِ صدق و صفا

جب حضورؐ پاک کو درپیش ہوتا تھا سفر   سب سے آخر جا کے ملتے فاطمہؓ سے اُن کے گھر
واپسی پر آکے پہلے دیکھتے لختِ جگر

ہیں بلا شک سب زنانِ خلد کی سردار آپ   ہر حصولِ خیر کو تھیں ہر گھڑی تیار آپ
بُغض و نفرت دُنیوی زینت سے تھیں بیزار آپ

سیّد الکونینؐ سے کرتی تھیں بے حد پیار آپ   باپ کی فرقت کے غم سے ہو گئیں بیمار آپ
ہو گئیں آخر اسی میں موت سے دوچار آپ

کی وصیّت میری میّت رات ہی لے کر چلیں   اور جنازہ پر بھی چادر تان کر پردہ کریں
کاش پردے کی حقیقت جان جائیں عورتیں

بعد کچھ مُدت کے ایسی ہو گئی صورت پدید   فتنۂ شرِ خوارج ہو گیا بے حد شدید
ہو گیا سب خانداں ہی آپ کا اس میں شہید
ہاتھ آئی اس طرح گنجِ سعادت کی کلید

حضرت سردر صاحب میواتی

(دوسری قسط)

صداقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اور

مقبولیت صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ کا مدنی جامع مسجد چکوال میں خطاب

پھر آہستہ آہستہ مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، غلاموں میں حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک ایک ایک آہستہ آہستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بنتے رہے اور مخالفت تیز ہوتی چلی گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے سمجھ دار، بڑے بااثر، بڑے دولت مند، معاملہ فہم ذی رائے۔ لوگ مشورہ لینے کے لیے آیا کرتے تھے، تو ان کے ایمان لانے کا بڑا فکر، بڑا غم ابوجہل کو تھا۔ مخالفوں کے سردار کو — کہ ایسا آدمی ایمان لے آیا۔ اس کی بات کا سب پر اثر ہوگا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضورؐ کے بچپن کے ساتھی تھے صرف دو برس چھوٹے تھے اور ہمیشہ ساتھ رہے۔ بے تکلف ساتھی تھے، تو ابوجہل کوشش میں لگا رہتا تھا کہ کسی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے، متنفر کر دے، مخالف کر دے۔ ایک دن ابوجہل نے سنا کہ حضورؐ معراج پر تشریف لے گئے تھے اور اس کا واقعہ بیان فرمایا۔ بس فوراً دوڑا دوڑا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ نکلے۔ کیا بات ہے بھائی صبح ہی صبح کیسے آ گئے؟

یار! میں اس لیے آیا تھا کہ اگر کوئی کہے کہ رات میں فلاں مکان میں سویا تھا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور براق لائے اور مجھے لے گئے بیت المقدس اور وہاں اللہ کے تمام

نبیوں سے ملاقات ہوئی۔ ان کو میں نے نماز پڑھائی اور پھر پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، پانچواں، چھٹا اور ساتواں آسمان دیکھا۔ عرش پر گیا، اللہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ جنت دیکھی، دوزخ دیکھی۔ لوٹ کے آیا تو بستر گرم تھا۔ اگر کوئی یہ کہنے لگے مان لوگے!

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا "نہیں"!

اب ابوجہل بہت خوش کہ اب تو بازی مار لی۔ انہوں نے اقرار بھی کر لیا کہ اگر کوئی ایسا کہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اب تو نام لینے کی دیر ہے۔ کہنے لگا کہ جس کو تم اللہ کا رسول مانتے ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج وہ یہی کہہ رہے ہیں۔

یہ سننا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم تو کافروں کے سردار دشمن ہو میں تیری بات نہیں مانتا۔ جاکر پوچھوں گا۔ جیسے حضورؐ کا اسم گرامی لیا اُس نے، انہوں نے کہا کہ اگر حضورؐ یہ فرماتے ہیں یقیناً سچ ہے۔ زمین اوپر چلی جائے، آسمان نیچے آجائے۔ مشرق سے سورج نکلنے کے بجائے ڈوبے، مغرب سے نکلے۔ سب ممکن۔ حضور غلط کہیں ناممکن۔ اگر حضورؐ نے فرمایا ہے یقیناً سچ ہے۔ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ (البقرہ ۲۵۸)

اس کا منہ کالا ہوگیا۔ وہ صدیق بن گئے۔ وہ ابوجہل بن گیا تو صحابہ کرامؓ کا تو ایسا پختہ ایمان ہے کہ ان کو تو یہ بھی ضروری نہیں کہ ایسی بات کہہ رہے ہو چل کر پوچھ لیں۔ نہیں اگر حضورؐ نے کہا ہے یقیناً سچ ہے۔ کوئی شبہ معمولی درجے کا ان کے دل میں آئے تصور بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

لوگ بدنصیب ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخلص ماننے کے لیے، مومن ماننے کے لیے، صحابی ماننے کے لیے، خلیفہ راشد ماننے کے لیے تیار نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصدیق فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں خلفائے راشدین اور چھ دوسرے صحابہ کے جنتی ہونے کی خبر دی اور حضورؐ نے اس خبر کو بیان فرمایا۔ فلاں صحابی جنتی ہے۔ فلاں صحابہ جنتی ہے۔ دس عشرہ مبشرہ۔ صراحت کے ساتھ ایک ایک کا نام لیا ہے۔ تو ایسے بدنصیب لوگ بھی ہیں جو حضورؐ کو بھی سچا ماننے کے لیے تیار نہیں اور اللہ کی خبر کو بھی سچا ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اب بتائیے اتنی بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ خبر دے حضورؐ بیان فرمائیں اور وہ کہیں کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرامؓ کے

بارے میں قرآن میں کہا

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (التوبہ ۱۰۰)	اللہ ان سب سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔

تو اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور یہ بدنصیب نہیں راضی۔ خمینی اور ان جیسے کہتے ہیں بالکل نہیں۔ بالکل نہیں۔ یہ جو دو شیخین تھے وہ ایمان لائے ہی نہیں تھے کبھی۔ وہ منافق تھے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ راضی۔ وہ کہتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً۔

یہ ہدایت یافتہ ہیں، یہ سیدھے راستہ پر ہیں، یہ گمراہ نہیں، یہ بھٹکے ہوئے نہیں۔ یہ راشد ہیں اللہ قرآن میں صراحت سے کہے اور ایسے بدنصیب بھی دُنیا میں ہیں کہ اللہ کی اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو ہمیشہ منافق تھے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے تمام صحابہؓ کے بارے میں کہا لیکن ایسے بدنصیب بھی ہیں کہ اللہ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں۔ کہتے ہیں نہیں نہیں بالکل نہیں۔ وہ منافق تھے۔ ایمان لائے ہی نہیں تھے۔ اچھا بھائی العیاذ باللہ العیاذ باللہ! ہم تو کسی مسلمان کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ جس کے دل میں ذرّہ ایمان کا ہو قرآن کے ایک حرف کے بارے میں کبھی انکار کرے۔

اور اہل السنّت والجماعت کا اجماع ہے کہ قرآن کے ایک لفظ کا بھی انکار کرے وہ کافر ہے۔ تو کوئی شبہ نہیں ان کے کافر ہونے میں۔ یہ بات کہ دس پارے اور تھے اور بارہویں امام ڈھائی سال کی عمر میں وہ دس پاروں کو بھی لے کر اس غار میں چلے گئے۔ آج تک تین سو تیرہ مخلص شیعہ پیدا نہ ہوئے۔ ایسے یہ بدنصیب ہیں اور اتنے غیر مخلص اور منافق ہیں کہ تین سو تیرہ مخلص ساری دُنیا میں نہ ہوئے کہ تین سو تیرہ جس دن وہ ہو جائیں گے وہ بارہویں امام نکل آئیں گے۔ آج تک نکلے ہی نہیں۔ اسی انتظار میں رو پیٹ رہے ہیں اور تین سو تیرہ مخلص نہیں ہوتے۔ ایسے غیر مخلص منافق خود ہیں اور کہتے صحابہ کرامؓ کو منافق ہیں۔ آج

تو ظالمو! لاکھوں کی تمہاری آبادی ہے تو تین سو تیرہ بھی تم میں مخلص نہیں؟ آج تک نہیں ہوئے تیرہ سو سال کے اندر۔ ایسے یہ غیر مخلص ہیں۔

تو جناب انہیں کے امام کے چچا، بارہویں امام کے چچا قاضی کے ہاں دعویٰ کرتے ہیں کہ میرا بھائی لاولد تھا، اس لیے تمام وراثت مجھے ملنی چاہیئے۔ وہ اولاد کا انکار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ڈھائی سال کے امام دس پارے لے کر چلے گئے ہیں اور ان کا عقیدہ امامت یہ ہے کہ خود خمینی نے لکھا ہے کہ ہمارے ائمہ کی ایسی شان ہے کہ اُس شان کو، اُس مرتبے کو نہ کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ کوئی ملک مقرب پہنچا۔ تو جب کوئی نبی اس مقام کو نہیں پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُسی میں داخل ہیں۔

تو کوئی مسلمان حضورؐ سے اونچا آپ کی اولاد کو مانے، یہ ایمان کی اسلام کی بات ہو سکتی ہے؟ ———— نہیں۔

ارے بھائی! یہ صاحبزادیاں کو کبھی نہیں مانتے۔ ہم ان کو بھی مانتے ہیں۔ اُن کو کیوں مانتے ہیں؟ اس لیے کہ حضورؐ کی بیٹیاں ہیں۔ حضورؐ نے تعریف کی ہے۔ جنتی عورتوں کی سردار کہا ہے۔ یہ کہا ہے کہ فاطمہ رضؓ میرے سے ہے۔ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ حضورؐ نے تعریف کی ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ مگر ان کو بھی مانتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کو بھی مانتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو بھی مانتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی مانتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی مانتے ہیں۔ ہم سب کو مانتے ہیں۔ کسی کا انکار نہیں کرتے۔ بدنصیب وہ ہیں جو انکار کرتے ہیں اور انکار کرنے میں اللہ کو بھی جھوٹا، حضورؐ کو بھی جھوٹا کہتے ہیں العیاذ باللہ۔ یہ کوئی کافر کہہ سکتا ہے۔ مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ وہ قرآن کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ حدیثوں کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ حضورؐ کو نہیں مانتے۔ انکار کرتے ہیں۔ یہ عقل کے، دیانت کے، دین کے، سب کے خلاف ہے۔ جو کوئی اس کو مانتا چلا جائے یہ کسی طرح ایماندار نہیں۔

تو وہ جو ہے وہ کہتا ہے کہ وَاِنَّ لِاَئِمَّتِنَا مَقَامًا الخ ہمارے اماموں کا ایسا مقام ہے الخ بے شک وہ حضورؐ کی اولاد میں سے ہیں۔ محترم ہیں۔ بڑے لوگ تھے۔ ان کی عظمت کرنا ضروری ہے۔

لیکن کیا حضورؐ سے زیادہ ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورؐ کی چہیتی بیٹی۔ تو حضورؐ کی چہیتی بیٹی ہونے کی بناپر محبت ہے۔ حضورؐ کے بغیر تھوڑا ہی ہم ان کو مان لیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یَافَاطِمَۃ اعملی اعملی لا تغرنک انک بنت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فاطمہ عمل کرو عمل کرو۔ کام کرو کام کرو خبردار تم کو یہ چیز دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ تم نبی کی بیٹی ہو۔ صرف نبی کی بیٹی ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ کام کرو۔ اسی سے ہوگا۔

حضورؐ فرماتے ہیں اگر اگر (بالفرض) فاطمہ چوری کرے تو ہاتھ کاٹوں گا۔ چھوڑوں گا نہیں۔ حضورؐ کی بیٹی ہیں۔ حضورؐ شریعت کا حکم سب سے اونچا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے تو جوان کے صاحبزادے ہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ الحمدللہ جن کی اولاد میں ہم ہیں۔ اللہ کا فضل ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا درجہ حضورؐ سے بھی اونچا ہے؟ اسی لیے وہ پیارے ہیں، اسی لیے محترم ہیں کہ وہ حضرت فاطمہ رضؓ کے بیٹے، حضورؐ کے نواسے ہیں لیکن وہ نواسے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضورؐ کے خسر ہیں۔ حضورؐ کے چہیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضؓ کو بناتا۔

حضرت عمر فاروق رضؓ ایمان لائے حضورؐ کی دُعا سے۔ حضورؐ نے اللہ سے دعا کی۔ الٰہ العالمین ہم کمزور ہیں۔ ہم نحیف۔ ہم مجبور۔ ہم مظلوم۔ تیرا دین کچھ نہیں ہو پاتا۔ اذان نہیں دے سکتے کھُل کر ایک جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ تیرا نام نہیں لے سکتے۔ اے اللہ! اپنے دین کی طاقت عطا فرما۔ یہ دو عمر ہیں۔ ایک عمر ابن الخطاب۔ ایک عمر ابن ہشام۔ ان میں سے کسی ایک کو ہمیں دے دے تاکہ طاقت بن جائے۔ حضورؐ دعا فرما رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضؓ کے حق میں دُعا کو قبول کر رہا ہے۔ تو حضورؐ نے دُعا کر کے ان کی ہدایت کا سامان کر دیا۔ اللہ سے مانگا کہ ہماری طاقت بنادے۔ تو اللہ نے دُعا قبول کی۔ حضورؐ نے دُعا فرمائی اور ان کے بقول پھر بھی منافق رہے۔ خدا تمہیں ہدایت دے۔ عقل سے کام لو۔ کیوں جہنم مول لیتے ہو۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لو کان بعدی نبی لکان عمر — اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یہ عمر ہوتے۔

لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لیے نبی نہیں ہوئے۔

اچھا! جب مکہ والوں نے خوب ستایا۔ خوب ستایا۔ قتل تک کرنے کی تیاریاں کیں اور کسی طرح چین نہیں لینے دیا۔ رات دن ایک کر دیا تو جب وہ بہت ستا رہے تھے۔ مدینہ کے کچھ لوگ آئے حضورؐ کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ بیعت کی اور درخواست کی حضورؐ! ہمارا گھر حاضر ہے۔ ہمارا شہر حاضر ہے آپ دشمنوں کے شہر میں کیوں؟ وہاں تشریف لے آئیے۔ ہم آپ کے ساتھ جی جان سے۔ سب کچھ نچھاور کر دیں گے۔ اللہ کے دین پر لوگ چلیں۔ وہاں تشریف لائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں جب اللہ کہے گا تب جاؤں گا۔ مجھ پر پہاڑ ٹوٹیں۔ قیامت ٹوٹے۔ اللہ کی اجازت کے بغیر مکہ نہیں چھوڑوں گا۔ جب وہ اجازت دے۔

پھر جب وہ دوسرے سال حاضر ہوئے، اس سے زیادہ لوگ ایمان لائے۔ حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر درخواست کی حضورؐ تشریف لے آئیے۔ نہیں! اللہ جب کہے گا۔

جب سارے مکے والے، ہر ہر خاندان کا ایک ایک دو دو آدمی اکٹھے ہو گئے اور شیطان کے مشورے سے یہ طے ہو گیا کہ سب مل کر فلاں رات میں حضورؐ کو قتل (نعوذ باللہ) کریں۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو اجازت دی کہ اب آپ مکہ چھوڑ دیں۔ ہجرت فرما لیجئے مدینہ منورہ۔ اللہ تعالیٰ کی اس اجازت کے بعد۔ ایک طرف سارا مکہ حضورؐ کے قتل کی تیاری کر رہا ہے۔ وقت مقرر ہو گیا کہ ہر خاندان کا ایک ایک آدمی، سارے خاندانوں کا ایک ایک آدمی مل کر قتل کرے۔ سارا پلان بن گیا اور دوسری طرف اللہ نے آپ سے فرمایا کہ اب آپ ہجرت فرما لیجئے۔ یہ جو ہجرت کا راز ہے مکہ کے دشمنوں کو نہ معلوم ہو۔ اس طرح حضورؐ تیاری فرما رہے ہیں اور اس راز میں شریک کر رہے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو۔ کیوں صاحب! کیا اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم نہیں؟

اگر خدانخواستہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ایمان میں کسی درجے میں کوئی کمزوری ہوتی، تو کیا اس راز کے لیے وہی رہ گئے تھے حضورؐ ان کو راز میں شریک کرتے؟ اور اگر کوئی بھی ذرہ سا جھول ہوتا تو ان کے گھر میں ان کا بیٹا اس وقت تک کافر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ہجرت کے بعد تک ان کے بیٹے کافر تھے۔ کافروں کے ساتھ لڑے۔ اگر ذرا بھی جھول ہوتا تو بیٹے پر راز کھلتا اور

بے۔ میں عام ہو جاتا۔ حضورؐ نہ نکل پاتے کہیں نہیں کھلا۔ گھیرے میں ہیں۔ چاروں طرف سے گھیرا ہے اور حضورؐ نکل کر چلتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے ساتھ غار میں جا کر آرام فرماتے ہیں اور راز نہیں کھلتا۔ صبح جب دیکھا گئے والے گھسے حضورؐ کے گھر میں قتل کرنے کے لیے۔ بستر پر حضرت علی رضؓ سو رہے تھے۔ دیکھا جا کر کے حضرت علی رضؓ ہیں۔ حضورؐ کہاں ہیں؟ میں نہیں جانتا۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا۔ بتاؤ کہاں ہیں؟ حضرت علی رضؓ نے کہا۔ مجھے نہیں معلوم کہاں ہیں۔ اِدھر دیکھ اُدھر دیکھ ڈھونڈھ تلاش۔ آخر کار سارے مکہ میں شور مچ گیا اور اعلان شروع ہوا کہ جو بھی زندہ گرفتار کر کے لائے گا۔ سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے اور یہ ہوگا وہ ہوگا اور چاروں طرف لوگ نکل پڑے کہ حضورؐ کو پکڑ کے لائیں۔ قتل کر کے لائیں جس طرح بھی لائیں۔ اور ایک جماعت کچھ لوگ پاؤں کے نشان تلاش کرتے کرتے اس غار تک پہنچ گئے جہاں حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ تھے۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ نے دیکھا۔ حضورؐ سے کہا۔ حضورؐ! دشمن آ گیے۔ یہ دیکھیے فلانا کھڑا ہے فلانا کھڑا ہے۔ حضورؐ نے ان کی بات سنی اور فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ گھبراؤ مت، غم مت کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اور ان میں سے ایک کہتا ہے۔ یہیں تک نشان آئے ہیں۔ اندر ہوں گے۔ دوسرا کہتا ہے۔ پاگل ہو گئے۔ اگر اس میں کوئی ہوتا تو مکڑی کا جالا ٹوٹتا۔ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا ہے۔ اگر کوئی گھستا تو جالا ٹوٹتا اور یہ کبوتری انڈے پر بیٹھی ہے۔ اگر کوئی یہاں ہوتا کبوتری کبھی نہ بیٹھی، اُڑ جاتی۔ بھلا یہاں کوئی ہو سکتا ہے۔ آخر آپس میں بات چیت کر کے چلے گئے۔ یہ واقعہ پیش آتا ہے اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللّٰہ معنا (التوبہ ۴۰)	وہ دونوں میں دوسرا، وہ دونوں جو غار میں تھے ان میں سے دوسرا اپنے ساتھی سے کہتا ہے غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ فخر سے دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ذکر کرتا ہے۔ ظالمو! اللہ کو تو سچا مان لو، کوئی تو ایمان کا ذرہ باقی رہنے دو۔ آخر مصیبت کیا نازل ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہو اور ایمان ذرہ بھی تم ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حضورؐ رات بھر کے

جا گئے تھکے، وطن چھوٹا، اس کا غم پریشانی، دُکھ تکلیف۔ ایسی حالت میں وہاں دن گذار رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ران پر حضورؐ سر رکھ کر سو جاتے ہیں۔ آپ کو نیند آ جاتی ہے۔ نبیؐ اگر سو جائے تو اس کو جگانے کی اجازت نہیں۔ حضورؐ سو گئے ہیں لہٰذا جگایا نہیں جا سکتا۔ اُدھر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی نظر پڑی کہ سامنے غار میں ایک سوراخ ہے۔ سوراخ کو دیکھا تو پریشانی ہوئی۔ اگر اس میں سانپ ہوا، وہ نکلا اور حضورؐ کو خدانخواستہ اُس نے کاٹ لیا تو کیا بنے گا۔ اگر حضورؐ جاگتے ہوتے کوئی پتھر، کوئی چیز اس سوراخ کو بند کرنے کے لیے کافی تھی۔ کوئی پریشانی نہ تھی۔ اب اگر اس سوراخ کو بند کرنے جائیں تو حضورؐ کو جگانا پڑے گا۔ آپؐ کی آنکھ کھل جائے گی، اس کی اجازت نہیں۔ آپؐ کو سوتے میں جگانا اس کی اجازت نہیں۔ حضورؐ کی نیند نہ ٹوٹے اور سانپ بھی نہ نکلنے پائے۔ سوراخ بھی بند ہو جائے۔ کیسے پتھر اٹھا کر رکھیں؟ سامنے ہے وہ۔ ہاں وہاں تک نہیں جا سکتا۔ حضورؐ کو جگائے بغیر وہاں تک نہیں جایا جا سکتا۔

سوچنے کے بعد آخر یہ فیصلہ کیا کہ ایک طرف حضورؐ کی نیند اور ایک طرف اپنی جان۔ جان رہے یا جائے، خطرہ بند ہونا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دوسرا پاؤں اپنا بڑھایا اور انگوٹھا رکھ دیا۔ اپنے انگوٹھے سے سوراخ کو بند کر دیا جس سے خطرہ تھا۔ کوئی دیکھا نہیں تھا۔ امکان تھا کہ اس میں سے کوئی جانور نکل آئے اور وہاں سانپ تھا۔

انگوٹھا جو رکھا۔ اُس سانپ نے ڈسا کاٹا۔ انہوں نے پاؤں نہیں اُٹھایا۔ جو ہو سو ہو۔ حضورؐ کی آنکھ نہیں کھلنی چاہیئے۔ تکلیف شروع ہوئی۔ ہوتے ہوتے اتنی تکلیف بڑھی کہ بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

بہت کوشش کی ہو گی کہ حضورؐ کی نیند ختم نہ ہو، آنکھ نہ کھلے لیکن ایک قطرہ ٹپک ہی گیا۔ آنسو کا قطرہ رُخِ انور پر چہرۂ مبارک پر ٹپکا تو حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔ کیا بات ہوئی، کیوں رو رہے ہو؟

حضورؐ! بہت کوشش کی کیا کروں یہ سامنے سوراخ تھا۔ کوئی اور صورت نہیں تھی۔ میں نے انگوٹھا رکھا۔ اس میں سانپ تھا۔ اس نے کاٹ لیا۔ اتنی تکلیف اتنی تکلیف کہ وہ ایک قطرہ ٹپک ہی گیا۔ حضورؐ! میرا کوئی قصور نہیں۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ میں نے بہت کوشش کی۔

حضورؐ نے فوراً پڑھ کے دم کیا، لعابِ دہن لگایا۔ اللہ نے شفا عطا فرمائی۔ (جاری ہے)

اللہ اللہ! امتیازِ چار یارانِ نبیؐ!
جن سے عالم کو ہوا حاصل ہے عرفانِ نبیؐ!

ہاں! ابوبکرؓ و عمرؓ فاروق عثمانؓ و علیؓ
تھے خصوصاً در امورِ دیں مشیرانِ نبیؐ!

صائبُ الرّائے حلیم و بردبار و پارسا
ملّتِ بیضا کو رحمت تھے یہ خاصانِ نبیؐ!

ہر طرف جاری کیے رشد و ہدایت کے عیون
برکتیں پائیں انہوں نے زیرِ دامانِ نبیؐ!

غرقۂ تسنیم دل ہوتے ہیں ان کے ذکر سے
روز و شب جن کو رہا قربت میں فیضانِ نبیؐ!

بہر پائیِ تمدّن ۔ اور بہ اَمنِ خاص و عام
ہے ضروری پیروئ جانشینانِ نبیؐ

اے خوشا! بیچین! یہ چاروں خلائفؓ باصفا!
تھی خلافت اِن میں ہر اک کی بہ رضوانِ نبیؐ!

بیچین رجپوری (بدایونی)

معترف ہوں جس کے احسانات کے وہ محسن اعظم بھی خود
اور ہو سکتا ہے کون ایسا جہاں میں جز ابو بکرِ عتیق؟
ہاں وہی صدیق اکبرؓ وہ صدیق ان کے بہر قول و عمل
وہ بہر آئین ان کے آئینہ ہر حال میں یکتا رفیق

خسروی کراچی

امامِ اہلسنّت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ

بحر العلوم ذات تھی عبدؒ الشکور کی! تابش تھی جس میں پرتوِ انوارِ طور کی!
جلوہ فروز جس نے رکھیں شمعیں نور کی! کیں خواریاں کہ جس نے گروہِ فجور کی!
کرتے ہیں متہم جو نبیؐ کے صحابؓ کو!
شرم و حیا نہیں کوئی غولِ غراب کو!

لاف و گزاف گفتنی اِن کا شعار ہے ابلیسیتؑ سے جن کا ہر اک کاروبار ہے
ابلیسؑ کی صفوف میں اِن کا شمار ہے ہر فرد اپنے نفس کا اِن میں شکار ہے
دینِ صفا سے اِن کا نہیں کوئی انتساب
کہتے ہیں مؤمن آپ کو یہ خانماں خراب

عبدؒ الشکور نے دیں چبھو اِن میں سوئیاں چہرہ بہ چہرہ طاری ہوئیں زرد رُدئیاں!
آلودہ کیں بخاکِ رہِ نازبوئیاں خورشیدہ کر دیں ان کی تمام آب جوئیاں!
کیا خوب! ذاتِ پاک تھی عبدؒ الشکور کی!
نصرت تھی جس کو غیب سے ربِّ غفور کی!

کذّابی و فریب کیے اِن کے آشکار! ثابت کیے دلیل سے "بد اِن کے کاروبار"!
"ہیں شیطنتؑ سے" دینِ سلامت سے ہے فرار ہیں مُردہ خوار زاغ و زغن یہ سیاہ کار!
دی پھاڑ کھال ڈھول کی عبدؒ الشکور نے!
پول اِن کی ساری کھول دی عبدؒ الشکور نے!

ظلمت کدوں میں دین سے کی روشنی مدام مونہوں میں سارے ہرزہ سراؤں کے دی لگام
شیریں منام ہونا اِنہیں کر دیا حرام مانندِ خر بہ گل ہوئے بدباطناں تمام
تگنی کا ناچ اِن کو نچایا بہ ہر محاذ!
ثابت کیا دلیل سے شیطانیؑ اِتّخاذ!

ڈٹ کر کیب متقابلہ میدانِ اِجتماع　　اصحابؓ پر حملوں کا رہا ترسِ اِندفاع
بدعت کی جھاڑیوں کا کیب قطع و انقلاع　　درماندہ ہوکے رہ گئے "اشرارِ خو سباع"
بیہودگی کے خفیہ کیئے فاش جملہ راز!
تاویل و اتہام کا توڑا ہر ایک ساز!

کیا خوب مثلِ کوہ تری بُرد باریاں!　　کیا خوب! اے امامؒ! تری شاہ کاریاں!
"النجم" میں عجیب کیں مضموں نگاریاں!　　ہر رافضی کو جن سے ہوئیں بے قراریاں!
قوت ہی دل کو بخشتے تیرے تمام کام!
کھلتے ہوئے گلوں سے مزین ہے تیرا نام!

لی خارجی گروہ کی بھی خوب ہی خبر　　حضرت علیؓ پہ ہوتے ہیں بدگو جو بدسیر
کرنے میں لعن طعن نہیں چھوڑتے کسر　　زنہار روزِ حشر کا کوئی نہیں حذر
تیری صریرِ کلک سے علامؒ محترم!
لرزش میں آ کے قصرِ خوارج ہُوا ہدم!

مرزائی کا ذبوں میں کیے ایسے زلزلے　　وارفتہ ہوش ہو کے ہوئے پست حوصلے!
تنگ بستہ حال ہو گئے سب جوش ودولے　　سینوں میں ذلتوں پہ ہوئے غم سے تلملے!
اے محترمؒ! قبول ہو بیچینؔ کا سلام!
پائیں فزونی خلد میں رُتبے ترے مدام!

بیچینؔ رجپوری (بدایونی)

ــه ترسِ اندفاع - دفاع کی ڈھال

ــه اشرارِ خو سباع - "درندوں کی عادت رکھنے والے شریر

جناب مولانا محمد ہارون صاحب اسلام آبادی، دائرۃ القضاء الشرعی - ابوظبی - امارات متحدہ

چونکہ ربّ ذو الجلال نے اس دین حنیف کی حفاظت و دفاع کی ذمہ داری خود اپنے اوپر لی ہے لہٰذا یہ اس ذات پاک کی سنّت چلی آرہی ہے اور آئندہ بھی چلے گی کہ ہر فتنۂ فرعونی کے سامنے کوئی موسیٰ، ہر فتنۂ دجّال کے سامنے کوئی عیسیٰ اور ہر فتنۂ ارتداد کے سامنے کوئی صدّیق اکبر ضرور سینہ سپر ہو جاتا ہے اور وہ فتنہ اس انسان نما چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔

ماہنامہ حق چار یارؓ کے چار شمارے بندہ کے سامنے ہیں جنہیں دیکھ کر اور مطالعہ کر کے اپنے مذکورہ بالا عقیدہ پر یقین راسخ پیدا ہو گیا۔

حق تو یہ ہے کہ یہ رسالہ اپنی نوعیت اور موضوع مضامین کی یکسانیت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اس رسالہ کے ہر مضمون سے زمرۂ صحابہ مرضیین و راضیین کے ساتھ عشق خالص و حب صادق کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے حالانکہ یہ مضامین کتابوں میں بکھرے ہوئے ایک طالب علم کی نظر سے گزرتے رہتے ہیں مگر جس نکتۂ امول کو یہ رسالہ ان مضامین و واقعات سے اخذ کرتا ہے اس کی طرف صرف وہی دل نظر اٹھاتا ہے جو شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا گہرا احساس رکھتا ہے اور جو دماغ دفاعِ صحابہؓ کے لیے سرشار ہو۔

خاص طور پر زمانۂ حال کے واقعات کو فضائل و کمالات صحابہؓ کا آئینہ دار قرار دینا ایک ایسا کام ہے جو صرف عاشق صادق ہی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری مسلسل دعا و زاری ہے کہ وہ آپ حضرات کو مزید توفیق دے، گمراہ دلوں کو

ہدایت دے اور اس رسالہ کو اس کا ذریعہ بنائے آمین۔

جناب افتخار فریدی، فریدی بلڈنگ، کالاپیادہ سنبھلی دروازہ، مراد آباد

حضرت محترم شیخ ملت قاضی صاحب مدظلہ ! حق چار یار رضؓ کے چار عدد رسالے ملے۔ انہیں پڑھ کر دل سے دعائیں نکلیں۔ اس خطہ کی بقاء وسلامتی آپ ہی حضرات کے ذریعہ ہے۔ اس دور میں امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ لکھنوی نے بڑا کام کیا ہے۔ رفض وقادیانیت وبدعت کے رد میں کام کرنے والے اکابر کے حالات بھی رسالہ میں دیئے جاتے رہیں۔ حضرت مجدد سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، اکابر دیوبند جمعیت العلماء، مجلس احرار اسلام کی مساعی حضرات شہیدین بالاکوٹ کے واقعات وحالات سے ہماری نئی نسلیں بے خبر ہیں حضرت شیخ الہندؒ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ، بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ پر بھی کچھ آتا رہے۔

اس وقت اہل پاکستان "یا حفیظ" کا ورد رکھیں۔ یہ ورد حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اہل دہلی کو فرمایا تھا جب دلّی کو سکھ جاٹ مرہٹے لوٹا کرتے تھے۔

جناب محمد سعید صاحب دارالسعید حویلیاں ایبٹ آباد

"دارالسعید" کے نام "حق چار یارؓ" آج ہی ملا۔ روحانی مسرت ہوئی۔ اللہ کریم آپ بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمادیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ (جسے اب حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہے) بغض صحابہ کرامؓ ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے ناموس کی تحفظ کی خاطر جتنا کام کرنے کی آج ضرورت ہے، پہلے کبھی نہ تھی۔

اللہ کریم جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے بزرگوں کو جنھوں نے اس مبارک وسعید مشن کے لیے اپنی زندگیاں ہی وقف کر رکھی ہیں۔ حضرت قاضی صاحب بزرگوارم مدظلہ العالی کی زندگی کا مشن ہی یہی رہا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس موضوع پر کام کرنے والی تمام تنظیمیں آپس میں ربط رکھیں اور وطن عزیز میں جہاں اور جس طرح بھی شمع رسالت کے پروانوں حضرات صحابہ کرامؓ کی ناموس پر حملہ ہو متحد ہو کر تمام دینی قوتیں اس کا منہ توڑ جواب دیں۔

مجھ گنہگار کی کریم رب کی کریم بارگاہ میں دُعا ہے کہ "حق چار یار رض" عامۃ المسلمین کے استفادہ کا باعث بنے
اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔

جناب مولانا سید سلمان احمد صاحب عباسی خطیب جامع مسجد لڑبہ ٹیک سنگھ

مزاج گرامی؟ مؤقر ماہ نامہ "حق چار یار رض" کے دو شمارے بابت ماہ ربیع الاوّل والثانی ۱۴۱۰ھ موصول ہوئے۔ کرم فرمائی کا تہہِ دل سے ممنون ہوں۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارین۔
بصد شوق و ذوق ہر دو رسائل کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ یہ رسالہ احقاقِ حق، وکالتِ صحابہ کرام رض، ترجمانِ اہل السنۃ اور حضرات اکابر کے منتخب مضامین کے لحاظ سے ممتاز ترین رسائل میں سے ایک ہے اور یہ سب حضرت اقدس قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کی توجہات ظاہری و باطنی کی برکت ہے۔
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کا سایۂ عاطفت ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان کو اور آپ کو مع جملہ معاونین زیادہ سے زیادہ دین حق کی صحیح خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے اور خلوص کی دولت عطا فرمائے اور شرفِ قبولیت سے نوازے۔

جناب مولانا حافظ محمد مسعود صاحب عثمانی مدینہ منورہ

ماہنامہ "حق چار یار رض" کے جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ تک کے پرچے موصول ہوئے۔ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ پرچے کا اتنا اعلیٰ معیار، اتنے بہترین مضامین، ہر مضمون اپنی جگہ مکمل اور ہر پہلو پر سیر حاصل معلومات فراہم کرنے والا اتنا معیاری رسالہ آج تک نظر سے نہیں گزرا۔
ترجمان اہل سنّت حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عزت و عظمت کی حفاظت کے لیے بروقت رہنمائی فرما کر پاکستان کے کروڑوں عوام کی طرف سے کفارہ ادا فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم کا سایۂ عاطفت امت مسلمہ پر تادیر سلامت رکھیں۔ رسالہ حق چار یار رض اس قابل ہے کہ ہر سُنّی مسلمان اس کا خریدار بنے اور پڑھے تاکہ اس کا دل صحابہ رض کی محبت و عظمت سے منور ہو اور دین کے ان درخشندہ ستاروں سے تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہو۔
میری دل کی گہرائیوں سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ "حق چار یار رض" کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

جناب مولانا رشید احمد صاحب قادری، خطیب بادشاہی مسجد پسرور (سیالکوٹ)

یوں تو ملک میں رسائل و جرائد ماہانہ، ہفت روزہ اور روزناموں کی اس قدر بھرمار ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی کارے دارد اور ان میں ۹۹ فی صد رسائل اخبارات الحاد و لادینی کے مضامین سے پُر ہیں، ہر گھٹیا ادب و ثقافت یا صحافت کے نام پر عریانی و فحاشی پھیلائی جا رہی ہے۔ نئی نسل اور نوجوانوں کے ذہن الحاد زندقہ کی اشاعت سے دین سے دُور کیے جا رہے ہیں۔ ایک یا دو فیصد رسائل دینی جماعتوں اور اداروں کی طرف سے شائع کیے جا رہے ہیں۔ لیکن ایک تو وہ ہیں ہی انتہائی قلیل پھر ان میں بھی بہت سے اس حد تک مصلحت بیں اور رفتارِ وقت سے مرعوب کہ وقت کے فتنوں سے نشان دہی اور ان کی بھرپور سرکوبی کرنے سے عاری۔ ایسے وقت میں "حق چار یار رض" کی اشاعت فتن باطلہ کے مقابلہ میں حق کی للکار اور دہریت و الحاد سے نوجوان نسل کو بچانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

"حق چار یار رض" کے یوں تو سب مضامین نہایت واضح شستہ اور مدلّل ہوتے ہیں مگر قائد اہلسنت اظہر الحق و الملۃ حضرت قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدہ کا اداریہ تو روح حق چار یار رض ہے۔ دیگر مضامین اور منظوم کلام اپنی جگہ منفرد و ممتاز۔ اگر یہی معیار قائم رہا تو رسالہ بہت جلد غیر متوقع ترقی سے ہمکنار ہوگا۔ اس پُرفتن دور میں اس نام سے اس کا اجراء بھی تائید و نصرت الٰہی کا ہی مرہونِ منت ہے۔

حق چار یار کی اشاعت اہلسنت کے دل کی پُکار ہے۔

حق چار یار حق کی للکار ہے۔

حق چار یار مسلک اہل سنت کا علمبردار ہے

حق چار یار باطل کے لیے سیف ذوالفقار ہے

حق چار یار تدبر و سیاست معاویہ کا پرچار ہے

حق چار یار عظمتِ خلفاء راشدین کا پاسدار ہے حق چار یار صحافتِ اسلامی کا شاہکار ہے۔

یہ برجستہ کلمات محض اپنے جذبات کی عکاسی ہے، جہاں تک رسالہ کا تعلق ہے اس کے متعلق اتنا ہی کافی ہے ؎

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنیٰ کو
فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

جناب مولانا عطاء الرحمٰن صاحب رحمانی مدیر مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل، ضلع ڈی آئی خان

آپ کا ذی وقار ماہنامہ "حق چار یارؓ" بندہ کے نام پابندی سے پہنچ رہا ہے۔ مضامین کا انتخاب، اسلوب تحریر، اندازِ بیان رسالہ کے عمدہ معیار کا ثبوت ہے۔

رفض و تشیع کی تردید دائرہ تسنن میں رہ کر کرنا اور ناصبیت کے خلاف بھی علم جہاد بلند رکھنا حضرت قاضی صاحب مدظلہم کا طرۂ امتیاز ہے جو انہیں اکابرین علماءِ اہل سنت علماءِ دیوبند سے ورثہ میں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ہم طالب علموں کو تادیر ان کے فیوض و برکات سے مستفید فرمائے آمین۔

اس قسم کے رسالہ کا اجراء وقت کی اہم ضرورت اور شدید تقاضا تھا جسے پورا کرنے کی سعادت کا قرعۂ فال آپ کے نام نکلا ؎

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جملہ مسلمانانِ اہلِ سنت کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اس رسالہ کے لیے ہر قسم کا تعاون فرمائیں، اشتہارات کے لیے سعی فرمائیں، خریداری بڑھائیں، خود بھی شوق سے پڑھیں، دوسروں تک بھی پہنچائیں تاکہ یہ رسالہ اپنی آب و تاب سے جاری رہ سکے اور مذہب اہل سنت کی ترجمانی کا حق لٹریچر کی دنیا میں ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب مسلمانانِ اہل سنت کو اپنے مذہبی فریضہ کو سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جناب مولانا مقبول احمد صاحب مدرس مدرسہ عربیہ عبیدیہ، فیصل آباد

روزِ روشن کی طرح واضح اس حقیقت کو کیونکر جھٹلایا جا سکتا ہے کہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی وحی الٰہی اور دین اسلام کے اولین شاہد حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

قرآن کریم کے الفاظ و معانی اور دین کی روح و مزاج اور شریعتِ الٰہیہ کے اسرار و حکم نورِ نبوت سے مستنیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی معرفت بعد میں آنے والی نسلوں تک پہنچے ہیں اور تا قیامت پہنچتے رہیں گے۔

اس دینِ حنیف کی صداقت و حقانیت قرآن حکیم کی محفوظیت انہیں صداقت شعار، بلند کردار جانثار

اور وفادار شاگردانِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے ۔

ان کے اوصاف و کمالات اور تزکیہ و توثیق پر شاہدِ ازل خود نگران اور قرآن ان کے اخلاق و اعمال جذبات و احساسات کی بلندی و بالیدگی کا حدی خواں ہے ۔ یہی ہیں جن کے لیے اس دنیا میں ہی خلاقِ عالم کی جانب سے اپنی رضامندی اور خوشنودی کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے ۔ یہی ہیں جن کے لیے لسانِ نبوّت دخولِ جنّت اور دائمی راحت کی بشارت دے رہی ہے ۔

لیکن اعدائے دین بالخصوص رفض و خروج کی ستیزہ کاری ان نفوسِ قدسیہ کے خلاف شرار بولہبی بن کر روزِ اوّل سے ان کی ردائے بیضا کو داغدار کرنے کی عیارانہ کوششوں اور سازشوں میں مصروف و منہمک ہے تاکہ دینِ حنیف کے فدا کار اور اوّلین شاہدوں کو غیر معتمد اور مشکوک بنا کر دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فلک بوس اور مضبوط عمارت کو پیوندِ زمین کر دیا جائے ۔ جبکہ چراغِ مصطفوی کے پروانوں نے اس کی حفاظت و صیانت کو مقدّس فریضہ اور اپنی سعادت جان کر رزم گاہ حق و باطل میں سرفروشانہ انداز میں حصّہ لیا ہے اور حجّت و برہان کے میدان میں بالخصوص باطل کو منہ کی کھانی پڑی ہے ۔

میرے پیشِ نظر ماہنامہ "حق چار یار رض" ہے جو ہر قسم کی مبالغہ آمیزی اور افراط و تفریط سے پاک ، رشد و ہدایت کا علمبردار ، منقبتِ صحابہ رض و اہلِ بیت رض کا حدی خواں ، خلافتِ راشدہ کے زرّیں دوَر اور اس کی عظمت و رفعت کا منادر ، رفض و خروج کی جعل سازیوں اور عیاریوں کا نقاد اور شعور و آگہی کے لیے مینارۂ نور ہے ۔

دُعا ہے اللہ کریم حضرت قاضی صاحب دامت فیوضہم کا سایہ تادیر سلامت باکرامت فرمائے اور منتظمین ادارہ ماہنامہ "حق چار یار رض" کو اجرِ جزیل عطا فرمائے اور اس کام کو مزید آگے بڑھانے کی توفیق ارزانی فرمائے ۔

شانِ اصحابِ نبی ﷺ
رضی اللہ عنہم

شانِ اصحابِ نبیؐ کیسے کرے کوئی بیاں / نطق بھی بے دست و پا ہے اور عاجز ہے زباں

بے نوا مجھ سا کرے کیونکر ثنا صدیقؓ کی / بے بدل ہے سامنے عالم میں وفا صدیقؓ کی

مصطفیٰؐ کے منہ سے نکلی جب صدا توحید کی / سب سے پہلے اس نے اس اعلان کی تائید کی

وہ نمونہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کا / وہ اَمَنّ النَّاس حضرت سید الابرارؐ کا

سب سے پہلا جانشینِ رحمۃٌ للعالمینؐ / جس کا ثانی صفحۂ تاریخ میں کوئی نہیں

دوسرا یارِ نبیؐ وہ ضیغمِ ملت عمرؓ / جس نے کر دی وقت کی ہر سلطنت زیر و زبر

وہ مرادِ مصطفیٰؐ تھا وہ مریدِ مصطفیٰؐ / عشق و مستی کی شریعت میں شمشیرِ مصطفیٰؐ

تیغِ بے زنہار تھا وہ قوم کی للکار تھا / مصطفیٰؐ کی تربیت کا بے بدل شہکار تھا

جس کے قدموں میں گرے تھے قیصر و کسریٰ کے تاج / پیش کرتے تھے جسے خود آ کے روم و رے خراج

جانشیں اس کا وہ مردِ پاک طینت پاک باز / یعنی عثمانؓ غنی جو دو سخا میں سرفراز

مصطفیٰؐ بھی جس کی عفت کی قسم کھانے لگے / وہ حیا جس پر فرشتوں کو حیا آنے لگے

جس نے کی ملت کی خاطر بے بہا دولت نثار / لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا کا رازدار

جانشیں اس کا علیؓ مرحب فگن خیبر شکن / دودمانِ ہاشمی کا نوجواں شمشیر زن

حافظِ ناموسِ ملت غازیِ بدر و حنین / حیدرِ کرار، عمِ مصطفیٰؐ کا نورِ عین

اپنے ہر اک پیشرو کا خالص و مخلص مشیر / فقر میں بھی بادشہ اور بادشاہی میں فقیر

طلحہؓ و سعدؓ و زبیرؓ و ابنِ مسعودؓ و ابنِ عوفؓ / پاس تک جن کے نہ پھٹکا کوئی غم اور کوئی خوف

اور کتنے جاں نثارانِ نبیؐ گنوائیے / کرتے کرتے ذکر ان کا آپ ہی کھو جائیے

ان کے دم سے آج ہم اسلام سے ہیں فیضیاب / مل گئی سنت نبیؐ کی اور اللہ کی کتاب

مصطفیٰؐ کے پاک سیرت ان مریدوں کو سلام
دینِ حق کے سرفروشوں کو شہیدوں کو سلام

علیم ناصری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۵۳
ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور
فون نمبر ۱۰۷

۲۱-۲۲-۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء / ۲۳-۲۴-۲۵ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ بدھ جمعرات جمعہ

انشاء اللہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان وشوکت سے منعقد ہوگا جس میں ملک کے مشاہیر علماء ومشائخ شرکت فرمارہے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ جلسہ ۲۱ مارچ بروز بدھ صبح دس بجے سے شروع ہو کر ۲۳ مارچ نماز جمعۃ المبارک پر ختم ہوگا

قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی وامیر تحریک خدام اہلسنت پاکستان کا "درس خلافت راشدہ" ۲۲ مارچ بروز جمعرات ۸ بجے صبح ہوگا۔

الداعی الی الخیر: خادم اہلسنت عبداللطیف جہلمی مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ جہلم